

ہندوگان اُمت کے نزدیک

ختم نبوت کی حقیقت

مولوی لال حسین اختر کی تنقید کا جواب

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حَدَّثَنَا وَنُصِّبَتْ عَنَّا رَسُوْلُهُ الْخَيْرِ

پہلے دنوں مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے جماعت احمدیہ کے خلاف ایک رسالہ بنام "ختم نبوت" لکھا تھا جس کے ہماری جماعت کی طرف سے دو جواب میٹے گئے۔ ایک کا نام "القول المبين في تفسير خاتم النبیین" ہے اور دوسرے کا نام "رسالہ ختم نبوت پر علمی تبصرہ" ہے۔ ہمارے لاہور کے دوستوں نے ان دونوں رسالوں میں سے بزرگانِ دین کے بعض ممالجعات لے کر ایک پمفلٹ مرتب کر کے شائع کیا۔ مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی نے، گو انہیں جواب کے لئے مہینے کیا گیا تھا، ہماری پیش کردہ باتوں کا کوئی جواب نہ دیا۔ اب حال ہی میں مولوی لال حسین صاحب اختر نے "مرزائی تحریفیات کا تجزیہ۔ ختم نبوت اور بزرگانِ امت" کے نام سے ایک ۲۲ صفحات کا رسالہ شائع کر لیا ہے جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ مولوی لال حسین نے ہم پر تحریفیات کا الزام لگایا اور اس پمفلٹ کو کلاب و افتراء اور جبل آئینی کا پلستہ قرار دیا ہے۔ اور ہمارے پیش کردہ حوالہ جات، کو اکابرینِ امت پر بہتاناً قرار دیا ہے۔ گو مولوی لال حسین صاحب اختر نے اس رسالہ میں صفحات کلامی سے کام لیا ہے۔ تاہم یہ امر خوشکن ہے کہ اگرچہ وہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات

کو اپنی تحریر میں تو بہتانات ہی کہتے ہیں اور ہم پر تخریف کا الزام دیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے ان کے قلم سے اسی ذیل میں اس حقیقت کا اعتراف کرا لیا ہے کہ ان بزرگوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ غیر تشریحی نبی آسکتا ہے اور لائبریری بعدی کے یہ معنی ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد تشریحی نبوت باقی نہیں (صفحہ ۵۰۶) مگر لال حسین صاحب اختر کہتے ہیں کہ یہ بزرگ غیر تشریحی نبی کو نبی نہیں سمجھتے۔ نبی ان کے نزدیک وہی ہے جو شریعت لائے لیکن اگر یہ بات مولوی لال حسین صاحب کی صحیح ہو تو صاف ظاہر ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد دہلوی علیہ السلام نے جو غیر تشریحی امتی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے یہ دعویٰ مولوی لال حسین صاحب کی مستکہ اصطلاح میں نبوت کا دعویٰ نہیں۔ کیونکہ حضرت اقدس نے تشریحی نبوت کے دعوے سے ہمیشہ انکار کیا ہے اور ایسے دعویٰ کو کفر اور افتراء قرار دیا ہے۔ پس جب صورت حال یہ ہے تو آپ کے خلاف ختم نبوت کے انکار کا جو بہتان باندھا جاتا ہے۔ وہ ایک دانستہ فتنہ پردازی ہے۔

مولوی لال حسین صاحب اختر اپنے رسالہ کے مدھے پر لکھتے ہیں:۔
 ”اپنے باطل عقیدہ کے اثبات کے لئے انہوں (احمدیوں) ناقلانے
 بزرگانہ دین کے چند اقوال نقل کئے ہیں کہ _____ کوئی نبی
 شرع ناسخ لیکر نہیں آئے گا _____ اب کوئی ایسا شخص نہیں
 ہوگا جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کے لئے شریعت دے کر مامور کرے یعنی نبی
 شریعت لائے والا نبی نہ ہوگا _____ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے بعد مجرّد کسی ہی کا آنا محال نہیں بلکہ نبی شریعت والا البتہ مستنح ہے“

یہ اقوال بطور خلاصہ نقل کرنے کے بعد ان کے متعلق مولوی لال حسین صاحب
اقترازی کے تین امور پیش کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:-

”جن حضرات نے ایسی عبارتیں لکھی ہیں۔ ان کے پیش نظر تین امور تھے۔
اول۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا تشریف لانا بظاہر آیت خاتم النبیین
اور حدیث لَانَبِيَّ بَعْدِي کے منافی معلوم ہوتا ہے۔

دوم۔ حدیث لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (نبوت
سے سوائے مبشرات کے کچھ باقی نہیں) میں نبوت کے ایک جزو کو
باقی کہا گیا ہے۔ یہ حدیث صحیحی طور پر حدیث لَانَبِيَّ بَعْدِي کے
مخالف نظر آتی ہے۔

سوم۔ بعض علماء و محدثین کو وحی و الہام سے نوازا جاتا ہے۔ جس
سے بادی النظر میں ختم نبوت سے تعارض نظر آتا ہے“

(ڈریکٹ مولوی لال حسین ص ۵)

ہمیں مولوی لال حسین صاحب اقترازی کا یہ بیان مسلم ہے مگر جس ایک جزو
نبوت کو حدیث لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ میں باقی کہا گیا
ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی کے نزدیک وہ نبوت کی جزو ذاتی ہے نہ جزو
عارضی۔ کیونکہ شریعت کو حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے امر عارض قرار دیا ہے
چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

”كَلَّمَا كَانَتِ النَّبُوَّةُ أَشْرَفَ مَرْتَبَةٍ وَ أَحْكَمَ مَا
يَنْتَهَى إِلَيْهَا مِنَ السَّلْطَنَةِ اللَّهُ مِنْ عِبَادِهِ - مَلَأْنَا

أَنَّ التَّشْرِيعَ أَمْرٌ عَارِضٌ بِكَوْنِ عَيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
يَنْزِلُ فِيْنَا حُكْمًا مِنْ غَيْرِ تَشْرِيعٍ وَهُوَ نَسِيءٌ بِلَا
شَكِّ.

”جب نبوت اشرف و اکمل مرتبہ ہے جس پر وہ شخص پہنچتا ہے جسے
خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے برگزیدہ کیا تو ہم نے جان لیا کہ
شریعت کا لانا ایک امر عارض ہے (یعنی نبوت مطلقہ کی حقیقت
ذاتیہ پر ایک زائد وصف ہے۔ ناقل) کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر
شریعت کے ہم میں حکم ہو کر نازل ہوں گے اور وہ بلاشبہ نبی ہوں گے“
افتوحات مکیہ جلد اول ص ۵۷

پس جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے نزدیک بعد از نزول بلا شک نبی ہیں
تو معلوم ہوا کہ غیر تشریحی نبی بھی ان کے نزدیک نبی ہوتا ہے۔ اسی لئے انہوں نے
شریعت لانے کو امر عارض یعنی نبوت پر زائد وصف قرار دیا۔ لہذا جب شریعت
امر عارض ہوئی تو المبشرات ہی نبوت کے بسزہ ذاتی قرار پائے۔ اور یہ بیان
حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کا موسوفی صدی درست ہے کیونکہ حضرت
موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں جو نبی آئے۔ وہ کوئی جدید شریعت
نہیں لائے بلکہ وہ شریعت موسوی یعنی تواریح کا ہی حکم دیتے تھے۔ چنانچہ
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَةَ فِيهَا هُدًى وَ نُورٌ يَخْصُّكُمْ بِهَا
الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّيْنِ مَا دُوا الْآيَةَ (مائدہ ۴۶)

یعنی ہم نے تورات نازل کی کہ جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اسی تورات کے ذریعہ کئی نبی یہودیوں کے لئے حکم تھے۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان بزرگانِ اُمت کے نزدیک نبی صوف وہی نہیں جو شریعت لائے بلکہ غیر تشریحی نبی بھی واقعی نبی ہوتا ہے۔ پس تہب مولوی لال حسین صاحب کو مسلم ہے کہ غیر تشریحی نبی کی آمد کو ان بزرگوں نے منقطع قرار نہیں دیا تو اس کے معنی یہ ہوتے کہ غیر تشریحی نبی کی آمد کو وہ ختم نبوت کے منافی نہیں سمجھتے۔ اور یہی مذہب حضرت باقی سلسلہ احمدیہ اور جماعت احمدیہ کا ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پر اب ایسا غیر تشریحی نبی ہی آسکتا ہے جو ایک پہلو سے امتی بھی ہو۔ یہ بزرگانِ دین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعد از نزول بلا شک و شبہ نبی ہی مانتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے تابع بھی قرار دیتے ہیں۔ پس اصولی لحاظ سے ہمارے اور ان بزرگوں کے مذہب میں اتفاق ہے۔ اختلاف صرف مسیح موعود کی شخصیت میں ہے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں جن کا اصالتاً نزول مانا جاتا ہے یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی امتی فرد ہے جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رنگ میں رنگین ہونے یا مثیل ہونے کی وجہ سے مجازاً اور استعاراً احادیثِ نبویہ میں عیسیٰ نبی الدریا ابن مریم کا نام دیا گیا ہے؟ خلاصہ کلام یہ کہ ہم میں اور ان بزرگوں میں مسلمہ نبوت میں اصولی طور پر اتفاق ہے۔

مولوی لال حسین نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۲ پر حضرت محی الدین ابن عربی

کی ایک عبارت یوں نقل کی ہے :-

قِيلَ لَا كُفْرًا كَلِمَاتٍ وَالْأَنْبِيَاءُ الْخَيْرُ حَقًّا وَرَبِّكَ لَا يُشْرِكُ بِعِزَّتِهِ
وَالرُّسُلُ الْخَيْرُ وَالْحَقُّ كَلِمَاتٌ

(فتوحات مکہ جلد ۲ باب ۱۵۹ صفحہ ۲۵۵ بحوالہ شریعت مولیٰ لال حسین)

مگر اس عبارت کو مولیٰ لال حسین صاحب سمجھ نہیں سکے اور انہوں نے اس کا مفہوم
ترجمہ کیا ہے۔ اس لئے نتیجہ نکالنے میں بھی ان سے لازماً غلطی ہو گئی ہے۔ اس
عبارت کا صحیح ترجمہ یہ ہے۔

اولیاء اور انبیاء کو خاص طور پر الخیر (یعنی اخبار غیبیہ) ملتی ہے
اور شریعت والے انبیاء اور رسولوں کو خیر بھی ملتی ہے اور حکم بھی
(یعنی اخبار غیبیہ اور احکام شریعت دونوں ملتے ہیں)

اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ نبوت کی جس نوع ذاتی اخبار غیبیہ ہیں۔ اسی
لئے غیر تشریحی انبیاء کو تو اخبار غیبیہ ملنے کا ذکر ہے اور شریعت لانے والے انبیاء
رسول کو اخبار غیبیہ کے ساتھ الحکمہ (یعنی شریعت جدیدہ) بھی دی جاتی ہے۔
ہمارے پفلٹ میں حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کا یہ قول نقل کیا
گیا تھا۔

”وہ نبوت ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ

شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت“

اس قول سے ظاہر ہے کہ نبوت غیر تشریحی ان کے نزدیک منقطع نہیں مولیٰ

لال حسین صاحب اختر اس عبارت سے انکار تو نہیں کر سکے۔ مگر چونکہ انہیں

بظہور جواب کہ لکھنا تھا۔ اس لئے انہوں نے حضرت محی الدین ابن عربیؒ کا ایک
الذوق بھی پیش کر دیا ہے کہ ۱۔

”یہ نبوت حیوانات میں بھی ہماری ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ تیسرے رتبے نے شہد کی مکھی کو وحی کی“

(فتوحات مکیہ جلد ۲ باب ۱۵۵ ص ۲۵۱۲)

اور اس پر لکھا ہے کہ حضرت ابن عربیؒ گھوڑے، گدھے، بلی، چھپکلی، چوہے،
چمگادڑ، آٹو اور شہد کی مکھی وغیرہ حیوانات میں نبوت جاری تسلیم کرتے ہیں۔
شہد کی مکھی پر آٹو، چمگادڑ وغیرہ حیوانات کا افتادہ تو مولوی لال حسین نے خود
کیا ہے۔ مگر ہم نے جو عبارت حضرت محی الدین ابن عربیؒ رحمۃ اللہ علیہ کی پیش
کی تھی اس کا تعلق حیوانات کو ملنے والی نبوت سے نہیں بلکہ اس نبوت سے ہے
جو انسانوں کو آئندہ مل سکتی ہے جسے وہ منقطع قرار نہیں دیتے۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ رحمۃ اللہ علیہ کا جو حوالہ نبوت کے جاری ہونے کے
متعلق ہمارے پمفلٹ میں پیش کیا گیا ہے۔ اس کا تعلق اس نبوت سے ہے۔
جسے حدیث کہے یسقی ومن النبوة الا المبدئیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہاقی قرار دیا ہے۔ حضرت ابن عربیؒ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ نبوت ”نبوة الولاية“
کہلاتی ہے اور اس نبوت کے حامل کو وہ انبیاء الاولیاء کہتے ہیں نہ کہ النبی
(یعنی صرف نبی) اسی لئے حضرت محی الدین ابن عربیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ النبی
کا نام کسی پر نہیں بولا جاتا کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی
تشریحی اٹھ چکی ہے۔ یہ احتیاط محض اس بنا پر سکھائی ہے کہ اُمت کے

نبی الاولیاء کے لئے النبی کے لفظ کے استعمال سے لوگوں کو یہ شبہ ہو سکتا تھا کہ مدعی کا دعویٰ تشریحی نبوت کا ہے اور اس طرح وہ غلطی میں پڑ سکتے تھے چنانچہ وہ النبی کا نام اٹھ جانے کی وجہ یوں لکھتے ہیں :-

“لَا يَتَمَيَّلُ مَتَّحِيْلٌ اَنَّ الْمُتَلِقَ لِهَذَا اللَّفْظِ يُرْمِيهِ
تُهْمَةَ الشِّرْكِ فَيَخْلَطُ”

یعنی تا یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اس لفظ کا لفظہ والا تشریحی نبوت کا مدعی ہے اور اس طرح اس کے متعلق غلطی واقع ہو جائے ورنہ غیر تشریحی انبیاء کو اصحاب نبوة مطلقہ قرار دے کر ان کے لئے انبیاء الاولیاء کے الفاظ وہ خود استعمال کرتے ہیں (دیکھئے فتوحات مکہ صفحہ ۹۷، ۹۸) آپ میں نبوت الولاہیت کو محمد ثین اُمت محمدیہ اور غیر تشریحی انبیاء بنی اسرائیل میں مشترک سمجھتے ہیں۔ چنانچہ وہ مسیح موجود کے متعلق بھی لکھتے ہیں :-

“يَنْزِلُ وِلِيًّا ذَا نُبُوَّةٍ مُّطْلَقَةٍ يَشْرِكُ فِيهَا الْاَوْلِيَاءُ
الْمُحَمَّدِيُّوْنَ قَهْوَمِنَّا وَاسْتِهْدَاكَ (فتوحات مکہ جلد ۲ ص ۱۰۷)
یعنی وہ ایسے ولی کی صورت میں نازل ہوئے جو نبوت مطلقہ رکھتا ہوگا۔

جس میں محمدی اولیاء بھی شریک ہیں۔

اس سے ظاہر ہے کہ ان کے نزدیک نبی الاولیاء نبوت مطلقہ کا بھی حامل ہوتا ہے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا بعد از نزول باوجود غیر تشریحی ہونے کے بلاشک نبی ہونا انہیں مسلم ہے جیسا کہ پہلے مذکور ہوا۔ اور مندرجہ بالا حوالہ میں انہیں صاحب نبوت مطلقہ ولی قرار دے رہے ہیں۔

اس ضروری تمہید کے بعد اب ہم علی الترتیب ان حوالوں کے متعلق بحث کرتے ہیں جن کے پیش کرنے کو مولوی لال حسین صاحب نے احمدیوں کا کذب افتراء قرار دیا ہے۔

۱۔ لَوْعَاشَ إِبْرَاهِيمَ لَعَنَّانَ صِدَائِقًا نَبِيًّا

یہ حقیقت اپنی جگہ ثابت ہے کہ ابن ماجہ کی اس حدیث کے یہ کلمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت خاتما للنبیین کے نزول سے پانچ سال بعد اپنے فرزند ابراہیمؑ کی وفات پر ان کی شان کے متعلق بیان فرمائے تھے۔ ان سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک آیت خاتما للنبیین امت میں نبی آنے کے متعلق روک نہ تھی۔ بلکہ صرف صاحبزادہ ابراہیمؑ کی وفات ان کے نبی بننے میں روک نبی ہے ورنہ ان میں فطری استعداد نبی بننے کی موجود تھی۔ اگر آیت خاتما للنبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہر قسم کے نبی کے آنے میں مانع ہوتی۔ تو آپ بجائے ان الفاظ کے یہ فرماتے۔

لَوْعَاشَ لَمَا كَانَ نَبِيًّا لِأَنِّي خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو بھی نبی نہ ہوتا کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔

گو یہ حدیث امت میں نبوت کے امکان پر روشن دلیل تھی۔ مگر بعض لوگوں نے غلط فہمی سے اس حدیث کو ضعیف کہہ کر روک کرنے اور باطل قرار دینے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ نووسی اور ابن عبدالبر اور شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی کے اقوال سے مولوی لال حسین صاحب اختر نے اس حدیث کو

ضعیف ٹھہرانے کی کوشش کی ہے۔ بیشک ابن ماجہ کی اس حدیث کے راوی
ابن شیبہ ابراہیم بن عثمان علیسی کو بعض محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے لیکن بعض نے
اس کو ثقہ بھی قرار دیا ہے چنانچہ تہذیب التہذیب نیز اکمال الکمال میں لکھا ہے۔

”قَالَ يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ مَا قَضَى رَجُلٌ أَحَدًا لِي فِي الْقَضَاءِ مِنْهُ
وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ لَمْ أَحَادِيثًا صَالِحَةً وَهُوَ خَيْرٌ مِنْ
ابن حبان“ (تہذیب التہذیب جلد ۱ ص ۱۱۳) و اکمال الکمال

فی اسماء الرجال ص ۱۱۳

یعنی ابن ہارون نے کہا ہے کہ ابراہیم بن عثمان سے بڑھ کر کسی نے قضا میں
عدل نہیں کیا۔ اور ابن عدی کہتے ہیں کہ اس کی احادیث اچھی ہیں اور وہ ابن ماجہ
سے بہتر بناؤں گے۔

اور ابویہ کے متعلق جس سے ابن عدی نے راوی زیر بحث حدیث کو بہتر قرار

دیا ہے، تہذیب التہذیب جلد اول صفحہ ۱۱۳ پر لکھا ہے۔

”وَقَالَ دَارِقَطْنِيُّ وَقَالَ النَّسَائِيُّ ثِقَّةٌ“ یعنی امام دارقطنی نے

ابویہ کو ثقہ قرار دیا ہے اور نسائی بھی اسے ثقہ کہتے ہیں۔

پس اگر نسائی وغیرہ نے ابن شیبہ کو ضعیف قرار دیا ہے تو ابن عدی اسے ابویہ
سے بھی بہتر راوی سمجھتے ہیں جسے خود نسائی ثقہ قرار دے رہے ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ حدیث زیر بحث کے مٹنے چونکہ ان لوگوں پر نہ کھٹے تھے

اس لئے انہوں نے روایت کو ضعیف قرار دے دیا ہے۔ چنانچہ امام علی نقاری

علیہ الرحمۃ نے ابن عبد البر کے قول کی تردید میں لکھا ہے ”وَإِنْ كَانَ لَمْ يَخْفَى“ کہ

اس کا یہ قول قابلِ تعجب ہے۔ پھر حدیث زیر بحث کے متعلق لکھا ہے:-
 كَذَّبَتْ ثَلَاثَةٌ بِقَوْلِي بِحُضْنِهَا بَعْضُهُنَّ يَمِينُ طَرِيقِي
 سے مروی ہے جن سے یہ حدیث قوت پارتی ہے۔

پس امام علی القاری اس حدیث کو تین صحابہ کے طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے
 قوی یعنی صحیح حدیث سمجھتے ہیں اور اس کی یہ تشریح فرماتے ہیں:-

”لَوْ عَاشَ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَّابًا لَوْ صَارَ عُمَرُ نَبِيًّا لَكَانَ مِنْ
 أَتْبَاعِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ“ کہ اگر صحابہ زادہ ابلا ہیم زندہ رہتے اور نبی ہو
 جاتے اور اسی طرح اگر حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دونوں آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے متبعین میں سے ہوتے۔

پھر اس اعتراض کا جواب کہ کیا یہ بات خاتم النبیین کے خلاف نہیں؟ یوں دیتے ہیں:-

فَلَا يَنْبَغِي قَوْلُهُ تَعَالَى خَاتِمَ النَّبِيِّينَ إِذَا لَمْ يَخْلُقْ إِلَهًا لَا
 يَأْتِي نَبِيًّا بَعْدَهُ يَنْسَخُ مِلَّتَهُ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ أُمَّتِهِ وَ
 يُقَوِّبُهُ حَدِيثُ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا لَمَا وَسِعَهُ إِلَّا تَبَاعِي

(مومنوعات کبیر صفحہ ۵۸-۵۹)

یعنی صحابہ زادہ ابلا ہیم کا نبی ہو جانا آیت خاتم النبیین کے خلاف نہ
 ہوتا کیونکہ خاتم النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی
 امت میں سے نہ ہو۔ ان معنی کو حدیث نبوی، ”اگر موسیٰ زندہ ہوتے تو میرا
 پیروی کے سوا انہیں کوئی چارہ نہ ہوتا“ بھی قوت دے رہی ہے۔

گویا یہ حدیث تین طریقوں سے قوت پانے کے بعد چوتھی حدیث کے مضمون سے بھی قوت پا رہی ہے۔ پس خاتم النبیین کے بعض انہوں نے معین کر دیئے ہیں۔ اور دو شرطوں کے ساتھ نبوت منقطع قرار دی ہے پہلی شرط یہ ہے کہ کوئی ناسخ شرعیات صحیحہ نہیں آسکتا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ امت محمدیہ سے باہر کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ لہذا اگر صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع یعنی امتی نبی ہوتے۔ کیونکہ امتی نبی خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ ظاہر ہے ان مضمون سے امام علی القاری علیہ الرحمۃ نے ابن عبد البر اور امام نووی وغیرہ کے اس خیال کو رد کر دیا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے۔ اُن کے نزدیک یہ حدیث معنوی طور سے آیت خاتم النبیین کے خلاف نہیں اور لفظی طور پر تین صحابہ کے طریقوں سے مروی ہونے کی وجہ سے صحیح حدیث ہے۔ ضعیف نہیں ہے۔ بیضاوی کے حاشیہ الشہاب علی البیضاوی میں بھی اس حدیث کے متعلق صاف لکھا ہے۔

لما صحیح الحدیث فلا شبهة فیہا۔ کہ اس حدیث کے صحیح

ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

علامہ شوکانی اس حدیث کے بارہ میں نووی کے اس خیال کو کہ یہ حدیث باطل

ہے ایسا رد کرتے ہیں۔

وَهُوَ بَعِيدٌ مِنَ الْمَوْجِزِ وَمَوْجِزٌ عَنِ الشَّيْءِ

الضَّعِيفِ وَكَأَنَّهُ لَمْ يَنْظُرْ لَهُ قَائِدُهُ

(الفوائد المجموعہ صفحہ ۱۴۱)

یعنی نووی کا اس حدیث سے انکار عجیب ہے۔ باوجودیکہ اس حدیث کو تین
صحابہ نے دعایہ تکبیر ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نووی پر اس کے صحیح مفسرین کھٹے
حدیث لَوْ عَاثَىٰ اِبْرَاهِيمُ لَكَانَ مِنَّا بِئْسَ الْاَسِيَّاكَسے متعلق مولوی لال حسین
صاحب نے یہ بھی لکھا ہے۔

اس روایت میں حرف لَوْ ہے جو امتناع اور ناسکناات کے لئے استعمال
ہوتا ہے۔ جیسے باری تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ اِلَّا
اللَّهُ لَفَسَدَتَا (انبیاء: ۲۲) اگر زمین و آسمان دونوں میں اللہ تعالیٰ
کے سوا معبود ہوتا تو دونو بگڑ جاتے۔ جیسے دو خدا نہیں ہو سکتے اسی طرح
حضرت ابراہیمؑ نہ ہو سکتے تھے نہ نبی ہو سکتے تھے۔

(ٹریکٹ مولوی لال حسین صاحب)

پھر آیت لَوْ اَشْرَكَوْا الْحَيْطَ عَنفُسُكُمْ مَا كَانُوْا اِيْضًا مَّلُوْٓنًا (انعام آیت ۸۸)
پیش کیے گئے ہیں۔

”اس آیت میں تعلیق بالجمال ہے۔ یعنی حرف لَوْ سے یہ مسئلہ فرضی طور
پر بیان کیا گیا ہے کہ بالفرض اگر نبی بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی آئد
کو شریک ٹھہراتے تو ان کے تمام اعمال اکالت اور ضائع ہو جاتے۔
کیا مرزا ٹیوں کے خراب میں اس سے یہ استدلال صحیح ہوگا کہ نبیوں سے
شُرک ہو سکتا ہے نعوذ باللہ منہ“ (ٹریکٹ مولوی لال حسین صاحب)

الجواب جناب مولوی لال حسین صاحب لَوْ کے استعمال میں غلطی خوردہ ہیں۔
لَوْ کا استعمال ڈو طرح ہوتا ہے۔ وہ یاد رکھیں کہ کبھی شرط کے محال ہونے

پہلے جس بڑا کمال محال ہونا صرف اس شرط کے نہ پایا جانے پر موقوف نہ ہوتا ہے
 ورنہ جو اپنی ذات میں محال نہیں ہوتی۔ اوپر کی دونوں مثالوں کا یہی حال
 ہے۔ پہلی مثال میں دو خداؤں کا ہونا محال ہے اور دو خداؤں کے پایا جانے
 کی صورت میں زمین و آسمان میں فساد ضروری قرار دیا گیا ہے۔ لیکن اس کے
 یہ معنی نہیں ہیں کہ اگر دو خدا نہ پائے جائیں تو پھر فساد ممکن ہی نہیں بلکہ محال
 ہی ہے۔ کیونکہ فساد کا امکان تو اس کے بغیر بھی قیامت سے پہلے مسلم ہے
 پس فساد دو خداؤں کے بغیر بھی ممکن ہوا۔

اسی طرح دوسری مثال میں اسی بار سے شرک محال قرار دے کر ان کے
 عملوں کا اکارت جانا محال قرار دیا گیا ہے۔ ورنہ لوگوں کے عمل کا اکارت جانا شرک
 کے علاوہ کفر و فسق کی وجہ سے بھی ہو سکتا ہے۔ گویا اس مثال میں جزائی نفسہ محال
 نہیں بلکہ ممکن الوقوع ہے۔ گویا اس کا امکان محال ہے۔

اسی طرح حدیث لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيمُ لَمَكَانَ جَسَدًا يُقَابِلُهَا فِي شَرْطِ
 لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيمُ نہ پایا جانے کی وجہ سے ابراہیم کا نبی ہونا محال قرار دیا گیا
 ہے۔ ورنہ اپنی ذات میں اُمتی نبی ہونا آیت خَاتَمِ النَّبِيِّينَ کے منافی نہیں
 ہے۔ اسی لئے تو امام علی القاری بتاتے ہیں کہ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ کے معنی یہ
 ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں ہو سکتا جو آپ کی
 شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کا اُمتی نہ ہو۔ گویا یہ آیت تشریحی اور مستقل
 نبی کی آمد میں مانع ہے۔ اُمتی نبی کا آنا اس کے منافی نہیں۔ پس اُمتی نبی کا
 آنا آیت خَاتَمِ النَّبِيِّينَ کے رو سے محال نہ ہوا۔

جناب مولوی لال حسین صاحب آیت ذیل پر خود فرمائیں۔

وَلَوْ أَلَّعَمُّ أَمَنُوا وَاتَّقُوا لَمَثُوبَةٌ مِّنْ عِندِ اللَّهِ خَيْرٌ

یعنی اگر یہود ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہتر ثواب ہوتا۔ مراد یہ ہے کہ چونکہ وہ ایمان نہیں لائے اس لئے ثواب سے محروم ہیں۔ ورنہ ان کے ایمان نہ لانے سے دوسرے ایمان لانے والے ثواب سے محروم نہیں۔ پس اپنی ذات میں ثواب پانے کا امکان ہے۔ لیکن ان یہودیوں کے لئے جو ایمان نہ لائے بہتر ثواب پانا محال قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح اپنی ذات میں اُمتی نبی ہونا ممکن ہے۔ آیت خاتم النبیین کے معنی نہیں۔ گو صاحبزادہ ابراہیم کی زندگی کے محال ہونے پر ان کے لئے نبی ہونا محال قرار دیا گیا ہے نہ اپنی ذات میں۔ فتدبرو یا ادلی الابصار۔

۲۔ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول

بہا سے نقل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول بھی پیش

کیا گیا تھا۔

قُولُوا إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَإِن كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

(در مستوفی جلد ۱ ص ۱۷۱ و تکمیل صحیح البخاری ص ۱۷۱)

کہ اے لوگو! میں صرف اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء تو ضرور کہو مگر یہ نہ کہو

کہ آپ کے بعد کسی قسم کا نبی نہ آئے گا۔ یہ قول اور اس کا ترجمہ درج کرنے

کے بطور تشبیح نوٹ آگے لکھا گیا تھا۔

الغیر انصاف جلدی مادر مشفقہ کا خیال کہاں تک پہنچا۔ آسنے والے
 خطرات کو چودہ سو سال قبل بھانپ لیا۔ کس لطیف انداز میں فرماتی
 ہیں کہ اسے مسلمانوں! کبھی لانی نبی بعدی کے الفاظ سے ٹھوکر نہ کھانا۔
 خاتم النبیین کی طرف نگاہ رکھنا۔ مگر یہ نہ کہنا کہ آپ کے
 بعد کوئی نبی نہیں۔“

مولوی لال حسین اس تشریحی نوٹ کے ایک حصہ کو قلمی دسے کر حذف کرنے
 کے بعد درج کرتے ہوئے حسب عادت گالیاں دینے کے بعد لکھتے ہیں:-
 ”اگر اُمتِ مزائیہ حضرت ام المؤمنین کے یہ الفاظ دنیا کی کسی کتب
 سے دکھارے تو ہم اُسے ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے“
 جناب مولوی لال حسین صاحب اس عبارت میں بے جا تعلق فرما رہے ہیں کہ
 وہ ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ انعام کس بات پر مقرر کرتے ہیں تشریحی
 الفاظ کو حضرت عائشہ صدیقہؓ کے قول میں ہے دکھانے پر حالانکہ اصل قول تو
 ہمارے پمفلٹ میں ان الفاظ میں موجود ہے:-

”قُولُوا إِنَّهُ خَاتَمُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَا تَقُولُوا لَأَنْبِيَاءَ بَعْدَهُ“

اور اس کے متعلق معتبر کتابوں کے واسطے بھی درج ہیں اور مقصود بھی حضرت
 ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا یہی ہے کہ لَا أَنْبِيَاءَ بَعْدِي کے معنی کے متعلق
 مسلمانوں کو ٹھوکر نہ بھائیں۔ اسی لئے انہوں نے لَا أَنْبِيَاءَ بَعْدَهُ کہنے سے منع
 فرمایا۔ حالانکہ لَا أَنْبِيَاءَ بَعْدَهُ کا قول ظاہر حدیث ”لَا أَنْبِيَاءَ بَعْدِي“
 کے مطابق ہے۔ پس اگر کسی ٹھوکر سے بچانا مقصود نہ ہوتا تو لَا أَنْبِيَاءَ

بعدی کی حدیث کی موجودگی میں وہ کیوں فرماتیں کہ تم لَانَسَبِيَّ بَعْدَهُ
 کہہ کر اور کیا جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ اس کے
 لکھنے کے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا منع فرماتی ہیں؟ ہرگز نہیں۔
 اصل حقیقت یہ ہے کہ لَانَسَبِيَّ بَعْدِي کے ایک معنی سے جو یہ ہو سکتے ہیں
 کہ میرے بعد مطلق کوئی نبی نہیں ہوگا غلط معنی ہونے کے امت کو ضرور
 غلط کر لگ سکتی تھی۔ کیونکہ صحیح معنی اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے نزدیک یہ تھے کہ آپ کے بعد کوئی مستقل نبی نہیں آئے گا اس لئے
 احتیاطاً حضرت ام المؤمنینؓ سے مسلمانوں کو خاتم الانبیاء کہنے کی ہدایت
 فرمائی اور لَانَسَبِيَّ بَعْدَهُ کہنے سے منع فرما دیا۔ تشریحی نوٹ کے الفاظ
 کا اصل قول سے دکھانا لازم نہیں آتا۔

جناب مولوی لال حسین صاحب نے امام محمد طاہر کے قول کو اپنے
 لکھنے کے صفحہ ۱۲۰ پر درج کرنے کے بعد اس کے متعلق یہ لکھا ہے۔

” واضح بیان ہے کہ اگر لَاتَقُولُوا لَانَسَبِيَّ بَعْدَهُ حضرت

ام المؤمنین کا مقولہ ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہے

کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آسمان سے نزول ہوگا۔ ان کا تشریح

کی ان الفاظ حدیث لَانَسَبِيَّ بَعْدِي کے خلاف نہیں۔ اس لئے حدیث

کا مطلب یہ ہے کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے دین کو منسوخ کرے۔“

خط کشیدہ الفاظ مولوی لال حسین کا امام محمد طاہر علیہ الرحمہ پر اقترا ہیں۔

کہ ”اگر لاتقولوا لانسبی بعدا حضرت ام المؤمنین کا مقولہ ثابت ہو جائے“
 مولوی لال حسین امام محمد طاہر کے قول میں یہ الفاظ ناقیامت نہیں دکھاسکتے اور
 یقیناً نہیں دکھاسکتے۔ پس ان کے الفاظ محض جھوٹ اور بہتان ہیں۔ کیونکہ امام محمد طاہر نے
 ایسا ہرگز نہیں فرمایا کہ ”اگر لاتقولوا لانسبی بعدا حضرت ام المؤمنین کا مقولہ ثابت ہو جائے“
 مولوی لال حسین صاحب اپنے ٹریکٹ کے صفحہ ۱۰۰ پر
مولوی لال حسین کی تعلق لکھتے ہیں۔

”جملہ قولوا انشاء خاتماً لانسبیاء و لاتقولوا لانسبی بعدا کی حضرت
 ام المؤمنین کی طرف نسبت یہ ایسا قول ہے کہ دنیا کی کسی مستند کتاب میں
 اس کی سند نہیں۔۔۔ اور حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس قول
 کی سند دکھا دو تو دس ہزار روپیہ انعام لو“

الجواب۔ مولوی لال حسین صاحب پر واضح ہو کہ حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کا
 یہ قول ہرگز بے سند نہیں، حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب
 الدر المنثور میں زیر آیت خاتمة النبیین اس قول کو لایا ہے۔

”اخرج ابن ابی شیبہ عن عائشة قولها خاتمة الانبیاء و
 لاتقولوا لانسبی بعدا“

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کو اپنے زمانہ کا مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ ان کی
 سند پر بالاحیاء سے ظاہر ہے کہ یہ عبارت بے سند نہیں بلکہ اس کی تخریج محدث ابوبکر
 عبد اللہ بن ابی شیبہ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے کی ہے۔ پھر امام
 صاحب بصوت زنی تفسیر الدر المنثور جلد اول کے شروع میں تخریر فرماتے ہیں۔

”جب میں نے کتاب ”ترجمان القرآن“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی سند سے تالیف کی اور وہ بحمد اللہ کئی جلدوں میں پوری ہوئی۔ تو میں نے دیکھا کہ اکثر لوگوں کی ہمتیں اس کی تفصیل سے فاجر ہیں۔ اور وہ اسناد کے بغیر صرف منون اثر (الفاظ روایت) کی رغبت رکھتے ہیں تو میں نے اس مختصر (الدر المنثور) کو تفسیر ترجمان القرآن سے ملخص کیا ہے۔ اس میں صرف روایات کے متن پر اختصار کیا ہے اور ان کی سند کے متعلق ہر معتبر کتاب کا جس میں اس کی تخریج ہوئی ہے حوالہ دے دیا ہے۔ اور اس کا نام الدر المنثور فی التفسیر بالمأثور رکھا ہے“ (ترجمہ)

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت امام جلال الدین سیوطی نے الدر المنثور کی تمام روایات ”ترجمان القرآن“ میں باسند درج کی ہیں۔ اور الدر المنثور میں صرف یہ بتا دیا ہے کہ اس روایت کی تخریج کس کتاب میں ہوئی ہے۔ پس مولوی لال حسین صاحب کا اس روایت کو بے سند قرار دینا ان کی نادانگی اور لاعلمی کی دلیل ہے۔ اور دراصل حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ پر بہتان عظیم ہے کہ انہوں نے یہ روایت بے سند درج کی ہے۔ کیا مولوی لال حسین صاحب حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا منہ جھکا کر اپنے بے سند روایت کو بے سند بھی اپنے اس انعامی جیلنج پر قائم ہیں۔ دیدہ باید۔

مخالف رہی یہ بات کہ امام محمد طاہر علیہ الرحمۃ نے ائمہ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ کے قول کے متعلق اپنا یہ خیال ظاہر کیا ہے۔

”هَذَا إِنَّا نُنْفِئُ إِلَى نُزُولِ عَيْشَى“

یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول اس بات کے مد نظر ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ یہ ہمارے مقصد کے خلاف نہیں۔ گو یہ امام محمد طاہر صاحب کا اپنا قیاس ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ کے الفاظ میں اس کا مطلقاً ذکر نہیں۔ مگر خواہ بقول امام محمد طاہر صاحب نزول عیسیٰ کو مد نظر رکھ کر حضرت عائشہ صدیقہ کا یہ قول فرض کیا جائے امام محمد طاہر صاحب نے حدیث لانسبی بعدی کا مطلب واضح فرما دیا ہے جیسے مولوی لال حسین صاحب اختر نے تسلیم کر لیا ہے کہ :-

”حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو منسوخ کرے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کیلئے تشریف لائیں گے نہ کہ اسلامی تعلیمات کو منسوخ کرنے کیلئے“ (ریکیٹ ص ۱۱)

اس سے ظاہر ہے کہ ہمارا اور مولوی لال حسین صاحب کا اعتقاد یہ ہے کہ مسیح موعود نبی اللہ ہے ہاں ہم احمدی نزول عیسیٰ کی حدیث کا تعلق ایک مشیل مسیح سے سمجھتے ہیں کیونکہ حدیثوں میں اس کے متعلق اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ (صحیح بخاری) اور فَاَتَاكُمْ مِنْكُمْ (صحیح مسلم) اور اِمَامًا مَهْدِيًّا (سند احمد بن حنبل) کے الفاظ وارد ہیں جن کا مفہوم یہ ہے کہ یہ موعود عیسیٰ امت محمدیہ میں سے امت کا امام ہے جسے سند احمد کی حدیث میں امام مہدی بھی قرار دیا گیا ہے۔

پس ہم دونوں فریق متفق ہیں کہ حدیث لانسبی بعدی ایسے نبی کے آنے کے لئے مانع نہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی اشاعت کیلئے تشریف لائے۔ مولوی لال حسین صاحب ایسا آنے والا نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سمجھتے ہیں اور ہم لوگ یہ موعود عیسیٰ ایک امتی فرد کو سمجھتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور آپ کے افاضہ روحانیہ سے مقام نبوت پا کر اشاعت دین محمدی کے

لَعْنَةُ آيَةِ وَالْآيَةُ فَالْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَى ذَلِكَ .

مولوی لال حسین صاحب نے لکھا ہے :-

”جن حضرات نے ایسی عبارات (یعنی غیر تشریحی نبی آیت ہے ناقل
دیکھی ہیں۔ ان کے پیش نظر تین امور تھے“

ان میں سے دوسرا امر آپ یہ بیان فرماتے ہیں :-

”عَدِيَّةٌ لَمْ يَبْقَ مِنَ النَّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ (نبوت سے جو
بشیرت کے کچھ باقی نہیں ہیں نبوت کے ایک جز کو باقی قرار دیا گیا ہے
یہ حدیث سطحی طور پر لانسبی بعدی کے مخالف نظر آتی ہے“

(ٹرنیکٹ صفحہ ۱۵)

پھر مولوی لال حسین صاحب صفحہ ۶ پر حضرت ام المؤمنین عائشہ الصدیقہ رضی اللہ عنہا
کی ایک روایت پیش کرتے ہوئے جس میں روایانہ صالحہ کے مسلمانوں کے لئے
باقی رکھنے کا ذکر ہے۔ اس کی تشریح شیخ اکبر کے الفاظ میں لولہ درج کرتے ہیں :-

”كَمَا ارْتَفَعَتِ النَّبُوَّةُ بِالْعُلْيَا . وَلِهَذَا ارْتَفَعَتِ

ارْتَفَعَتِ نَبُوَّةُ التَّشْرِيعِ فَهَذَا مَعْنَى لَانَسَبِيَّ بَعْدَهُ

اور اس کا ترجمہ مولوی لال حسین صاحب نے خود یہ کیا ہے :-

”پس اس اعتبار سے کئی طور پر نبوت ختم نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے

حکم نے کہا ہے کہ لانسبی بعدی کا معنی یہ ہے کہ حضور

کے بعد نبوت تشریحی باقی نہیں۔ کیونکہ روایانہ صالحہ اور بشر

باقی ہیں۔“

ابن سوال پیدا ہوتا ہے کہ مسیح موعود کی نبوت امت محمدیہ میں ظہور کے بعد
 مبشرات والی غیر تشریحی نبوت ہی ہوگی یا تشریحی نبوت؟ مسیح موعود کو تشریحی
 نبی تو مولوی لال حسین صاحب اور ہم احمدی دونوں نہیں مانتے اور نہ مستقل نبی
 ہی مانتے ہیں۔ پس صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود اس حدیث کی موجودگی میں
 المبشرات والی غیر تشریحی نبوت کی وجہ سے ہی نبی کہلا سکتے ہیں اور المبشرات
 کی وجہ سے ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حدیث میں نبی اللہ
 کہا ہے۔ تشریحی نبوت تو حدیث لَمْ يَبْقَ مِنَ النُّبُوَّةِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ کے
 الفاظ "لَمْ يَبْقَ" کی وجہ سے باقی نہیں رہی۔ چونکہ بموجب حدیث علمائے اُمت
 مسیح موعود کو بعد از نزول نبی اللہ تسلیم کرتے ہیں۔ لہذا صاف ظاہر ہے کہ مسیح موعود
 کا غیر تشریحی نبی ہونا اور نبی اللہ کہلانا قابل اعتراض نہیں۔ بلکہ بموجب حدیث
 ہذا مسیح موعود مبشرات کو علی وجہ امکان پانے کی وجہ سے ہی نبی اللہ کہلا
 سکتا ہے۔ درمیانی عرصہ کے بندگان نے بھی مبشرات کو ایک حد تک پایا ہے مگر
 وہ اس وجہ سے نبی نہیں کہلا سکتے کہ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا ہے۔

أَلَا إِنَّهُ لَيْسَ بِنَبِيٍّ وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ كَمَا سُنُّ لَوْ مِيرے اور

عیسیٰ موعود کے درمیان کوئی نبی نہیں" (ظہیرانی)

پس ہمارا اور مولوی لال حسین صاحب اختر کا مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے پر
 اتفاق ثابت ہو گیا۔ اختلاف ہے تو صرف مسیح موعود کی شخصیت میں ہے مسیح موعود
 کا نبی ہونا وہ بھی مانتے ہیں اور ہم بھی۔

حضرت محی الدین ابن عربی کا قول

ہمارے پبلسٹ میں حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کے ایک قول کا ترجمہ ان الفاظ میں درج کیا گیا تھا۔

”وہ نبوت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے ختم ہوئی ہے وہ صرف شریعت والی نبوت ہے نہ کہ مقام نبوت۔ پس اب ایسی شریعت نہیں آسکتی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو منسوخ فرمادے یا آپ کی شریعت میں کوئی حکم زائد کرے یہی معنی اس حدیث کے ہیں کہ رَأَتْ الرِّسَالَةَ وَالشُّبُوحَةَ قَدْ انْقَطَعَتْ۔ کہ اب رسالت اور نبوت منقطع ہو گئی۔ میرے بعد رسول ہے نہ نبی۔ یعنی کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت کے مددگار ہوگا“

(فتوحات مکیہ جلد ۲ صفحہ ۳)

مولوی لال حسین صاحب اختر ہمارے اس ترجمہ کی صحت سے انکار نہیں کر سکتے۔ اس قول میں حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ نے انقطاع نبوت بیان کرنے والی حدیثوں کی تشریح میں یہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مراد یہ ہے کہ تیسرہ کوئی ایسا نبی نہیں ہوگا جو ایسی شریعت پر ہو جو میری شریعت کے خلاف ہو۔ بلکہ جب کبھی نبی آئے گا تو وہ میری شریعت

کے تابع ہوگا۔

مولوی لال حسین صاحب اُدپہر کی عبارت کی تشریح میں اپنے ٹریکٹ میں

لکھتے ہیں :-

”وہ ولایت الہام اور مبشرات کو امت میں جاری مانتے ہیں۔ اور اسی کو غیر تشریحی نبوت کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نزول کے قائل ہیں۔ آمد ثانی کے بعد حضرت مسیح پر کسی نئے ادا اور نو اہی کا نزول نہیں مانتے۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے۔ وہ شریعت محمدیہ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔“ (ٹریکٹ مولوی لال حسین صاحب)

ہمیں مولوی لال حسین صاحب کی یہ تشریح بھی مسلم ہے اور ہم اس تشریح پر صرف یہ امر زیادہ کرتے ہیں کہ حضرت محی الدین ابن عربی موعود عیسیٰ کو جب غیر تشریحی نبی مانتے ہیں نہ کہ تشریحی نبی۔ تو ساتھ ہی وہ اس بات کے بھی قائل ہیں کہ وہ بلا حک نبی ہوں گے اور نبوت مطلقہ رکھتے ہوں گے۔ اور وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالتاً نزول کے بھی قائل نہیں بلکہ لکھتے ہیں :-

”وَجَبَّ نَزْوُلُهُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ تَحَلُّفُهُ بِبَدَنِ آخَرَ“

(تفسیر شیخ اکبر برطانیہ عن اس الیصال)

زبان یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانہ میں کسی دوسرے بدن کے تعلق سے ہوگا۔

اسی کے صاف یہ معنی ہیں کہ یہ نزول اصالتاً نہیں ہوگا۔ بلکہ بروزی ہوگا۔ مولوی لال حسین صاحب نے اس جگہ لکھا ہے۔

”عزیزت اور ہزار حیرت ہے اتمت مرزا ثبیر کہ ان کے قادیانی نبی نے حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور وحدت الوجود کا عقیدہ رکھنے والوں پر کافر ملحد اور زندقہ کا فتویٰ لگایا ہے (وحدت الوجود پر حضرت اقدس کا خط بنام میر عباس علی) لیکن مرزائی ہیں کہ اپنے نبی کی نبوت ثابت کرنے کے لئے معاذ اللہ اسی ملحد اور زندقہ کی پناہ لے رہے ہیں۔ ان کے طرز استدلال پر اسطو کی رُوح بھی پھڑک اٹھی ہوگی“ (ٹریکٹ صفحہ ۱۳-۱۲)

مہتمم نے میر عباس علی کے نام محولہ خط کا مطالعہ کیا ہے۔ اس میں کسی جگہ بھی حضرت اقدس نے حضرت محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ کو کافر ملحد اور زندقہ کا فتویٰ نہیں دیا۔ مولوی لال حسین صاحب کے اس بھڑکے پر تو بڑے بڑے عبود کی رُوح بھی پھڑک اٹھی ہوگی۔ علاوہ ازیں جب مولوی لال حسین صاحب کے نزدیک وہ ملحد و کافر نہیں کیونکہ اس کا ذکر انہوں نے معاذ اللہ کے الفاظ سے کیا ہے تو ان کے اسی مسئلہ بزرگ کے قول کو ان کے سامنے پیش کرنے کا ہمیں ہرگز ہرگز حق حاصل ہے۔ حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی اجتہادی خطا پر اللہ تعالیٰ کا رحم نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ المجتہد بیخطی و بیصیب مسلم ہے۔ گو

فی نفسہ وحدت الوجود کا مسئلہ الحاد ہی ہے۔ غلط اجتہاد پر مجتہد سے خدا تعالیٰ مواخذہ نہیں کرتا۔ کیونکہ حدیث نبوی میں وارد ہے کہ اگر مجتہد غلط اجتہاد کرے تو اس کے لئے ایک اجر ہے اور اگر درست اجتہاد کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں

حضرت مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کا قول

ہمارے پمفلٹ میں مولانا جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ کا یہ قول پیش کیا گیا تھا کہ

فکر کن در راہ نیکو خدمتے

تا نبوت یابی اندر اُمتے

کہ نیکی کی راہ میں خدمت کی ایسی تدبیر کر کہ تجھے امت کے اندر نبوت مل جائے۔

(مشنوی مولانا روم دفتر اول ص ۵۳)

یہ شعر اپنے مضمون میں نہایت واضح ہے کہ حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ کے نزدیک اُمت کے اندر نبوت مل سکتی ہے۔ مگر مولوی لال حسین صاحب حق پر پردہ ڈالنے کے لئے اس کی تشریح یہ بتاتے ہیں کہ

” نیک اعمال کے لئے کوشش کرنے سے مومن کو فیضانِ

نبوت سے نوازا جاتا ہے “

دیکھئے کس طرح حق پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمۃ تو کہتے ہیں کہ امت کے اندر نبوت ملتی ہے۔ اور مولوی لال حسین صاحب ترجمہ میں کہتے ہیں ” فیضانِ نبوت سے نوازا جاتا ہے “ اگر یہ ترجمہ درست سمجھا جائے

تو فیضانِ نبوت سے نوازا جانا نبوت ہی ہوئی جس سے کم و بیش مومنین کو
حصہ ملتا رہا ہے۔ مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا تو حدیث سے ثابت ہے۔
پھر مولوی لال حسین صاحب نے خود مولانا روم علیہ الرحمۃ کا یہ شعر
پیش کیا ہے۔

آں نبی وقت یا شد اے مریدا
تا ازو نورِ نبی آید پریدا
کہ اے مریدا پیرِ نبی وقت ہوتا ہے تاکہ اس سے نور
نبی ظاہر ہو۔

پس جب پیرِ نبی وقت ہوا تو عیسیٰ موعود تو بدرجہ اولیٰ نبی ہو گا۔ جس
کو امتی نبی ثابت کرنا ہمارے ٹریکٹ کا مقصد تھا۔ کیونکہ اُسے خود آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے نبی بھی قرار دیا اور امتی بھی
خاتمہ کے معنوں میں ہمارے ٹریکٹ میں حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ
کے یہ اشعار بھی لکھے گئے تھے۔

بہرِ ایں خاتم شد اسفند او کہ بچو
مثل اُونے بُود نے خواہند بُود
یعنی آپ خاتم اس لئے ہوئے ہیں کہ آپ بے مثل ہیں۔ فیض
روحانی کی بخشش میں آپ جیسا نہ کوئی پہلے (نبی) ہوا ہے
اور نہ آئندہ آپ جیسے ہوں گے۔

چونکہ در صنعت برد استاد دست
 تو نہ کوئی ختم صنعت بر تو است
 کہ جب کوئی استاد صنعت و دستکاری میں کمال پیدا کرتا
 ہے اور سبقت لے جاتا ہے تو کیا تو یہ نہیں کہتا کہ تجھ پر
 صنعت و دستکاری ختم ہے۔ تجھ جیسا کوئی صنعت گر اور
 دستکار نہیں ہے۔

در کشاد ختم ہا تو عا تمی !

در جہاں روح بخشاں حاتمی !

کہ اے مخاطبِ مشنوی! جس طرح اعلیٰ درجہ کے کاریگر کو تو
 کہتا ہے کہ تجھ پر کاریگری اور دستکاری کا فن ختم ہے۔ اسی
 طرح تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب ہو کر کہہ سکتا ہے
 کہ بندشوں اور روکاروں کے ہٹانے اور عقدہ ہٹانے لایحیل کے حل
 کرنے میں تو حقائقہ یعنی ہمیشہ اور بیگانہ روزگار اور روحانیت
 عطا کرنے والوں کی دنیا میں تو حاتم کی طرح لاثانی ہے۔

پہلے شعر کے متعلق جناب مولوی لال حسین صاحب اختر لکھتے ہیں :-

”اس شعر کو اجزائے نبوت سے کیا تعلق۔ اس میں تو حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل و کمالات اور رُبوبانی فیوض

کا تذکرہ ہے۔ یہ قادیانیوں کا بعض اقترا ہے کہ حضرت مولانا

روم رحمۃ اللہ علیہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

تک کے بعد ہر اے نبوت کے کافی تھے جس کا کوئی ثبوت وہ پیش نہیں

کر سکتے۔

الجواب میں ہم پر افتراء کا الزام تو سراسر بے بنیاد ہے۔ کیونکہ امت میں نبوت
ملنے لگنے نبوت میں تو پمفلٹ میں درج شدہ پہلے شعر کا دوسرا مصرعہ صاف

شہادت دے رہا ہے

”تا نبوت یا بانی اندر اُمتے“

(تا تجھے اُمت کے اندر نبوت مل جائے)

پس مولانا نے روم علیہ الرحمۃ بدرجات مختلفہ معنی کا نبی ہو جانا ممکن سمجھتے

نہیں۔ جب بقول مولوی لال حسین صاحب وہ ہر متبع سنت اور پیر و مرشد کو
کہتا ہے کہ نبوت میں تو مسیح موعود تو بدرجہ اولیٰ نبی ہوں گے جن کی اُمت کے
مذہب نبوت ثابت کرنا اس وقت مقصود ہے اور جسے حدیث نبوی میں نبی الہی

قرار دیا گیا ہے۔

حضرت امام عبدالوہاب الشمرانی کا قول

”ایسا شمار پمفلٹ میں حضرت امام صاحب موصوف کا یہ قول درج کیا گیا تھا

شہادت کا عاقل کہو کہ مطلق نبوت نہیں اُٹھی اور صرف شریعت والی نبوت

تھی۔“

(الیواقیت والجوہر جلد ۲ صفحہ ۲)

تو مولوی لال حسین صاحب جواب میں لکھتے ہیں :-

”حضرت امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ پر افتراء ہے کہ وہ حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزاٹیوں کی طرح غیر تشریحی نبوت کے
قائل تھے۔ امام شعرانی نے تشریحی اور غیر تشریحی نبوت کی تقسیم انہی
تین امور کے پیش نظر کی ہے جن کا ذکر ہم نے حضرت شیخ اکبر کے حوالہ
سے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

..... ” اسی طرح جب حضرت عیسیٰ زمین پر نازل ہوں گے تو ہمارے
نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مطابق فیصلہ
کرینگے “

الجواب - حضرت امام شعرانی علیہ الرحمۃ کے حوالہ کو مولوی لال حسین نے
تسلیم کر لیا ہے۔ مگر پھر اس امر کو بہارا افتراء قرار دیا ہے کہ وہ ہمساری طرح
غیر تشریحی نبوت کے اجراء کے قائل تھے۔ مولوی لال حسین صاحب کے
نزدیک انہوں نے نبوت کی تقسیم تشریحی اور غیر تشریحی میں پہلے بیان کر
تین امور کو مد نظر رکھ کر کیا ہے۔ جب ہم اس تقسیم کو درست تسلیم کرتے ہیں
تو ہمارا ان پر افتراء کیا ہوا۔ وہ خود کہتے ہیں کہ مطلق نبوت نہیں اٹھی۔ ہم
ہم کہتے ہیں۔ مانا کہ انہوں نے نبی کی تقسیم تشریحی اور غیر تشریحی میں ان
امور کے پیش نظر کی ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ نبی احمد آئیں گے اور حدیث
کُنْ بِبَقِي مِنَ الْمُبَشِّرَاتِ إِلَّا الْمُبَشِّرَاتُ کے مطابق مبشرات نبوت
میں سے باقی ہیں۔ اس لئے مبشرات کا ملنا غیر تشریحی نبوت سے اور اولیاء
پر وحی و الہام کا دروازہ کھلا ہے۔ ابتدا جب انہوں نے حضرت

عیسیٰ کا بحیثیت امتی نبی کے آنا مان لیا تو غیر شرعی نبوت کو انہوں نے
خود منقطع قرار نہیں دیا۔ یہی جماعت احمدیہ کا مذہب ہے۔ پس ہمارا اُلتر
افتراء کیسے ہوا؟ وہ بھی نبوت مطلقہ کو بند نہیں مانتے۔ کیونکہ لکھتے ہیں:-
”جان لو کہ مطلق نبوت بند نہیں ہوئی۔ صرف شرعی نبوت اٹھائی
گئی ہے“

پس نبوت مطلقہ ان کے نزدیک بند نہیں مسیح موعود کے متعلق وہ لکھتے ہیں:-
”فِي رَسُولٍ وَّلِيًّا ذَا فُتُوٰةٍ مُّطْلَقَةٍ“

(البيواتيت والجواب جلد ۲ ص ۵۹)

مسیح کو ایسے ولی کی صورت میں بھیجا جائے گا جو نبوت مطلقہ کا حامل ہوگا۔
گویا انہیں نبی الاولیاء بہ نبوت مطلقہ یقین کرتے ہیں۔ تو ان کا یہ قول
ہمارے مذہب کا مؤید ہوا۔ کیونکہ ان کا مسیح موعود کو نبی ماننا ہمارے
مذہب کی تائید ہے۔ ہم بھی مسیح موعود کو نبی المداہنتے ہیں۔

مولوی لال حسین صاحب آگے اُن کا یہ قول نقل کرتے ہیں:-

هَذَا ابَابٌ أُغْلِقَ بَعْدَ مَوْتِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلَا يُفْتَرُ لِأَحَدٍ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَلَعَنَ بَشَرٌ
لِلْأُولِيَاءِ وَرَحَى إِلَهُمَا الَّذِي لَا تَشْرِيحَ فِيهِ

(البيواتيت والجواب جلد ۲ ص ۶۰)

کہ یہ دروازہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بند ہو چکا
ہے اور قیامت تک کسی کے لئے نہیں کھلے گا۔ لیکن اولیاء اللہ

کے لئے وحی الہام باقی رہے جس میں شرعی احکام نہ ہوں گے۔
 اس عبارت میں امام شعرانی نے تشریحی نبوت کا دروازہ بند قرار دیا ہے
 اور اولیاء اللہ کے لئے وحی الہام یعنی وحی غیر تشریحی کا دروازہ کھلا قرار دیا
 ہے۔ یہی مذہب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کا بھی ہے۔
 خدا کے ان اولیاء کو جنہیں وحی غیر تشریحی ملتی ہے ان بزرگوں نے جزوی طور پر
 نبی الاولیاء قرار دیا ہے اور مسیح موعود کو نبی الاولیاء بہ نبوت مطلقہ۔
 مولوی لال حسین صاحب نے اس وحی کو مبشرات یعنی وحی غیر تشریحی تسلیم
 کر لیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں :-

”ہاں اولیاء اللہ کو الہامات ہوتے ہیں جن میں شرعی احکام یعنی
 اوامر و نواہی نہیں ہوتے۔ ان الہامات کو مبشرات کہا گیا ہے۔ ان
 پر نبوت کا اطلاق نہیں ہوتا۔“

یہ بات آپ نے حضرت محی الدین ابن عربی اور امام شعرانی کے عقیدے کے
 طور پر بیان کی ہے۔ مگر یہ بند گوارا تو اس وحی کے حاطین کو نبی الاولیاء کہتے
 ہیں اور اس نبوت کو غیر تشریحی نبوت قرار دیتے ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے
 اس پر نبوة الولائیہ کا اطلاق جائز رکھا ہے۔ اس خالی نبوت کا اطلاق جائز
 نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے تشریحی نبوت کے دعویٰ کا شبہ ہوتا ہے۔
 پس نبی کا اطلاق تو ان لوگوں کے لئے جائز ہے مگر اولیاء کے لفظ کی طرف
 مصناف کر کے یعنی وہ ایسے لوگوں کو خالی نبی نہیں بلکہ نبی الاولیاء کہتے
 ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نزول کے بعد یہ دونوں بزرگ

نبی الاولیاء صاحب نبوت مطلقہ تسلیم کرتے ہیں چنانچہ "فتوحات مکیہ" "قدور" "الواقیعت والجواہر" دونوں میں اس کے متعلق قبل ازین حوالہ جلاوت دینے جا چکے ہیں کہ وہ مسیح موعود کا ایسے ولی کی صورت میں نزول مانتے ہیں جو صاحب نبوت مطلقہ ہوگا۔ فتوحات مکیہ میں ہی حضرت امی الدین ابن عربی بعد از نزول عیسیٰ کو بلا شک نبی بھی قرار دیتے ہیں چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

"فالتشریح امر عارضی بلکون عیسیٰ یسنزل فیہنا فہما

من غیر تشریح و ہونہی بلا شک فتوحات مکیہ جلد ۱ ص ۵۵

یعنی شریعت کا لانا اور نبوت پر ایک جہاز تحقیق یعنی رائیبات ہے

کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہم میں بغیر شریعت کے نازل ہوں گے

اور وہ بلا شک نبی ہوں گے۔

پس وہ غیر تشریح نبی ہونے اور حج نبی ہونے اور نبوت مطلقہ کے

حامل ہونے ہم لوگ بھی حضرت مسیح موعود کو اسی قسم کا نبی مانتے ہیں نہ

کہ تشریحی یا مستقل نبی

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت ابن عربی علیہ الرحمۃ نے بلا شک نبی بھی

قرار دیا ہے اور نبی الاولیاء نبوت مطلقہ بھی۔ اسی طرح امام شہرانی بھی انہیں

نبی نبوت مطلقہ قرار دیتے ہیں۔ لہذا ان بزرگوں کے نزدیک حضرت عیسیٰ

علیہ السلام کو نبوت الولاہت انبیاء الیٰ علیہما السلام کی صورت میں مطلقہ کے حامل

حج نبی ہوتے ہیں۔ غیر نبی ہوتے ہیں۔

پس ہمارا مولیٰ الامام حسین صاحب سے اختلاف صرف مسیح موعود کی

شخصیت کے بارے میں رہ گیا۔ کہ وہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یا ان کا کوئی مثیل۔ درندہ دم اور وہ دونوں مسیح موعود کو غیر تشریحی نبی مانتے ہیں۔ بعض ولی نہیں سمجھتے۔ ویسے ہر نبی بدرجہ اولیٰ ولی ہوتا ہے۔

مولوی لال حسین صاحب نے ایوا قیامت والو اہر جلد ۲ صفحہ ۳۷ کا یہ حوالہ بھی نقل کیا ہے :-

”اس عقیدہ پر اُمت کا اجماع ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم خاتم المرسلین ہیں جس طرح خاتمہ النبیین“

ہم اس اجماع کو بھی درست مانتے ہیں۔ لیکن اس اجماع کے باوجود مسیح موعود کا

نبی اور رسول ہونا بموجب احادیث نبویہ علمائے اُمت کو مسلم رہا ہے۔ علماء کا

مسیح موعود کے نبی نہ ہونے پر کبھی اجماع نہیں ہوا۔ اور مسیح موعود کا نبی اللہ ہونا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین اور خاتم المرسلین ہونے کے

منافی نہیں۔ کیونکہ ان بزرگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تشریحی انبیاء

اور تشریحی رسولوں میں سے آخری نبی اور آخری رسول قرار دیا ہے۔ اور بموجب

حدیث لمد یبق من النسبۃ الا المبعثرات مبعثرات والی نبوت

کو (ہو ان کے نزدیک غیر تشریحی نبوت ہے) منقطع قرار نہیں دیا۔ اور

مسیح موعود کو اسی بنا پر نبی الاولیاء بہ نبوت مطلقہ قرار دیا جاسکتا ہے۔

پھر امام عبدالوہاب شمرانی علیہ الرحمۃ خاتم النبیین پر اجماع مانتے ہوئے

ہی لکھ رہے ہیں کہ اعلیٰ انا مطلق النبوت لکن شرقتکم کہ جان لو! کہ

مطلق نبوت نہیں اُٹھی۔ پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم المرسلین

ہونے پر اجماع کے قائم ہونے کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں رسولوں کا آنا بھی ضروری قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں :-

فَلَا تَخْلُقُوا الْأَرْضَ مِنْ رَسُولٍ حَتَّىٰ بِجَسَدِهِ إِذْ هُوَ قُطْبُ الْعَالَمِ الْإِنْسَانِيَّ وَلَوْ كَانُوا أَلْفَ رَسُولٍ فَإِنَّ الْمَقْصُودَ مِنْ هَذَا هُوَ الْوَالِدُ (البیواقیت والخواہر بحث ۴۵ ص ۲)

یعنی زمین کبھی جسم زندہ رسول سے خالی نہ رہے گی خواہ ایسے رسول شمار میں ہزار ہوں۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم انسانی کے قطب ہیں۔ اور ان رسولوں سے مقصود خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی واحد شخصیت ہے (یعنی یہ رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی بیوہ اور نسل ہوں گے۔

پھر آگے لکھتے ہیں :-

فَمَا ذَاكَ الْمُرْسَلُونَ وَلَا يَذَّالُونَ فِي هَذِهِ الدَّارِ لَعَنَ مَنْ بَاطِنِيَّةٍ شَرَعَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَعَانَ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ

یعنی پہلے بھی مرسلین دنیا میں رہے اور آئندہ بھی اس دنیا میں رہیں گے لیکن یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی باطنیت سے ہوں گے (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پیروی سے مرسل بنیں گے لیکن اکثر لوگ ان حقیقت (شریعت محمدیہ کی باطنیت کی حقیقت) سے واقف نہیں۔ (البیواقیت والخواہر جلد ۲ ص ۲۰۰ بحث ۴۵)

دیکھا آپ نے امام عبدالوہاب شہزادی علیہ الرحمۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم المرسلین ہونے پر اجماع کے قائل ہو کر بھی آپ کے فیض شریعت سے مرسلین کے امت محمدیہ میں ہونے کے قائل ہیں۔ پس ان کے نزدیک خاتم المرسلین پر خاتم النبیین کی طرح اجماع سے مراد یہی ہے کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ اب کوئی مستقل رسول اور مستقل نبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ ان نبوت مطلقہ کا ملنا اور مرسلین کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے آنا منقطع نہیں ہوا۔ فافهم وتدابترہ

عارف ربانی حضرت عبدالکریم جیلانی علیہ الرحمۃ کا قول

ہمارے ٹریکٹ میں حضرت عارف ربانی سید عبدالکریم جیلانی علیہ الرحمۃ کا یہ قول درج کیا گیا تھا:-

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت تشریحی بند ہو گئی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین قرار پائے۔ کیونکہ آپ ایک ایسی کامل شریعت لے آئے جو اور کوئی نبی نہ لایا“
(الانسان الکامل جلد ۱ ص ۹۸ مطبوعہ مصر)

مولوی لال حسین صاحب اس کے جواب میں لکھتے ہیں:-

”حضرت سید عبدالکریم جیلانی کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ نبی وہ ہوتا ہے جس پر وحی تشریحی نازل ہو۔ اور وحی تشریحی حضور رسالت کے بعد کسی پر نازل نہ ہوگی۔ انہوں نے کہیں

نہیں لکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد امت میں سے
 نبی مبعوث ہوں گے۔ مرزاٹیوں میں ہمت ہے تو ان کی کوئی عبارت
 پیش کریں۔ لیکن تمام امت مرزاٹیہ دم واپسین تک ایسی کوئی
 عبارت پیش نہ کر سکے گی۔

الجواب۔ مولوی لال حسین صاحب کے پاس جب کوئی دلیل نہ ہو۔ تو وہ
 محض جھوٹی تحدیوں اور تعلیوں سے کام چلائے ہیں۔ بقایا انہوں نے کبھی
 کتاب "الانسان الكامل" کا مطالعہ نہیں فرمایا۔ ورنہ انہیں معلوم ہوتا کہ حضرت
 عبد الکریم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الانسان الكامل" میں حدیث نبوی
 وَأَشْدَقًا إِلَىٰ أَخْوَانِي الَّذِينَ يَأْتُونَ مِن بَعْدِي كِي تَشْرَحَ فِي سَبِي كَرِيمِ صَلَّي
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا أَنَّ أَخْوَانَ كَمَا بَدَىٰ فِي بَعْدِي مَنْ صَافَ لَكُمُوهَا۔

"فَهُوَ كَمَا أَنبِيَاءِ الْأَوْلِيَاءِ يُرِيدُ بِذَلِكَ نُبُوَّةَ الْقُرْبَابِ وَ
 الْأَعْلَامِ وَالْحِكْمِ الْإِلَهِيِّ لِأَنَّ نُبُوَّةَ التَّشْرِيعِ لِأَنَّ نُبُوَّةَ التَّشْرِيعِ
 انْقَطَعَتْ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ"

یعنی یہ اخوان انبیاء الاولیاء ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس
 سے نبوت القرب والاعلام والحکم الالہی مراد لیتے ہیں یعنی وہ نبوت
 جو قرب الہی کا درجہ ہے جس میں انبیاء عیبیہ اور الہی حکمتوں کا اظہار
 ہوتا ہے۔ ناقل یہ کہ تشریحی نبوت۔ کیونکہ تشریحی نبوت محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بعد منقطع ہو گئی ہے۔

اس اقتباس سے ظاہر ہے کہ نبوة الولايت کا دروازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کھلا ہے۔ اسے وہ نبوت القرب والاعلام والحکم الالہی بھی قرار دیتے ہیں اور تشریحی نبوت کو بند مانتے ہیں۔
پھر لکھتے ہیں :-

إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَنْبِيَاءِ نُبُوَّتُهُ نُبُوَّةُ الْوَلَايَةِ كَالْخَيْرِ فِي
بَعْضِ الْأَقْوَالِ وَكَهَيْسَى إِذَا نَزَلَ إِلَى الدُّنْيَا فَإِنَّهُ لَا يَكُونُ
لَهُ نُبُوَّةُ التَّشْرِيحِ وَكَثِيرٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ

(الانسان الكامل جلد ۲ صفحہ ۵۵)

یعنی بہت سے انبیاء کی نبوت بھی نبوت الولایت ہی تھی۔ جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام کی نبوت، بعض اقوال میں اور جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت جب وہ دنیا میں نازل ہوں گے تو ان کی نبوت تشریحی نہیں ہوگی اور اسی طرح بہت سے انبیاء بنی اسرائیل کا حال ہے۔

پھر وہ نبی الاولیاء کے متعلق لکھتے ہیں :-

كُلُّ نَبِيٍّ وَوَلَايَةٍ أَفْضَلُ مِنَ الْوَلِيِّ مُطْلَقًا وَ مِنْ نَسَبٍ
قَبِيلٍ بَدَايَةُ النَّبِيِّ نِهَايَةُ الْوَلِيِّ فَأَفْهَمَ وَ تَأَمَّلْهُ
فَإِنَّهُ قَدْ خَفِيَ عَلَى كَثِيرٍ مِّنْ أَهْلِ مِلَّتِنَا

(الانسان الكامل صفحہ ۵۳)

یعنی ہر نبی و ولایت مطلق ولی (محض ولی) سے افضل ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے کہا گیا ہے کہ نبی کا آغاز ولی کی انتہا ہے۔ پس اس نکتہ کو سمجھ لو

اور اس میں غور کرو کیونکہ یہ ہمارے بہت سے اہل ملت پر معنی راسخ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا قول

ہمارے پمفلٹ میں شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کا یہ قول نقل کیا گیا تھا۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا مطلب

یہ ہے کہ اب کوئی ایسا شخص نہیں ہوگا۔ جسے اللہ تعالیٰ لوگوں

کے لئے شریعت دے کر مامور کرے“

جناب مولوی لال حسین صاحب اس قول کو بھی بہتان قرار دیتے ہیں۔ اس

لئے اب ہم حضرت ولی اللہ شاہ صاحب کے عربی الفاظ نقل کر دینا کافی

سمجھتے ہیں تاہم پبلک اندازہ لگا سکے کہ ہماری طرف سے شاہ ولی اللہ صاحب

پر بہتان باندھا گیا ہے یا اس عبارت کو بہتان قرار دینے میں مولوی لال حسین

صاحب جھوٹ بول رہے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب کی عربی عبارت جس کا ترجمہ دیا گیا تھا، یوں ہے :-

حُتِّمَ بِهِ النَّبِيُّونَ اَيُّ لَا يُوجَدُ مِنْتْ يَا هُرَّةُ اللّٰهُ

سُبْحَانَهُ بِالتَّشْرِِيْحِ عَلَآ النَّاسِ

(تفہیمات الہیہ جلد ۲ ص ۷۷)

ناظرین کرام میں سے جو عربی دان نہ ہوں وہ اس کا لفظی ترجمہ کسی عربی دان سے

کرا کر دیکھیں تو ان پر واضح ہو جائے گا کہ ہم نے حضرت شاہ صاحب پر کوئی بہتان

نہیں باندھا بلکہ اسے بہتان کہنا خود بہتان ہے۔

اب مزید سنئے۔ شاہ صاحب موصوف اپنی کتاب الخیر الکثیر صفحہ ۸۰
میں تحریر فرماتے ہیں :-

”امتناع ان یکون بعدا کا نسباً مستقلاً بالتلقی“

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مستقل بالتلقی نبی ہونے کا امتناع

ہوا ہے۔

اور یہی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا مذہب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
بعد کوئی مستقل نبی ظاہر نہیں ہو سکتا۔

پھر حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمۃ المسوی شرح الموطا لایام مالک میں لکھتے ہیں :-

”لَا النَّبُوَّةَ يَتَجَزَى وَجُزْءٌ مِنْهَا بَاقٍ بَعْدَ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ“

(المسوی جلد ۲ صفحہ ۲۱۶ مطبوعہ دہلی)

یعنی نبوت قابل تقسیم ہے اور نبوت کی ایک جز (یعنی قسم - ناقل)

حضرت خاتم الانبیاء کے بعد باقی ہے

اور مسیح موعود کے متعلق ان کا مذہب یہ ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کا کامل منظر ہوگا محض امتی نہیں ہوگا (گو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصالتاً

نزول کے ہی قائل تھے کیونکہ ان پر یہ حقیقت نہیں کھلی تھی کہ مسیح موعود امت

محمدیہ کا ہی کوئی فرد ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ہوگا)

آپ لکھتے ہیں :-

يُرْعَمُ الْعَامَّةُ أَنَّهُ إِذَا نَزَلَ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ وَاحِدًا

مِنَ الْأُمَّةِ - كَلَّا بَلْ هُوَ شَرْحُ لِإِسْمِ الْجَامِعِ

الْحَقْدِيَّ وَنُسْخَةَ مُنْتَسِخَةٍ مِنْهُ فَشِتَانٌ بَيْنَهُ
وَبَيْنَ أَهْلِ قَوْمِ الْأُمَّةِ

(المخبر الكشاف ص ۱۰ طبع بجنور مدینہ پر بس)

یعنی عوام یہ گمان کرتے ہیں کہ مسیح موعود جب زمین کی طرف نازل ہوگا تو اس کی حیثیت محض ایک امتی کی ہوگی۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ وہ تو اسم جامع صوری کی پوری تشدیح اور دوسرا نسخہ ہوگا۔

کہاں اس کا مقام اور کہاں محض امتی کا مقام؟ دونوں میں عظیم الشان فرق ہے۔ پس جس نبوت کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ختم ہو جانے کا ذکر حضرت شاہ صاحب نے "حجتہ اللہ البالغہ" جلد ۶ میں کیا ہے وہ تشریحی اور مستقلہ نبوت ہی ہے نہ کہ غیر تشریحی غیر مستقلہ نبوت۔ غیر تشریحی نبوت کو تو آپ نے نبوت کی ایک جز قرار دے کر باقی قرار دیا ہے اور مسیح موعود کو نبی تسلیم کیا ہے اور اُسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل مظہر مظهر اکرام عام امتی کے مقام سے اس کا مقام بلند قرار دیا ہے۔

درمیانی زمانہ کے جن دجا جلد کے دعویٰ نبوت کا ذکر حضرت شاہ صاحب نے کیا ہے۔ مسیح موعود کی شخصیت اُن سے الگ قرار دی ہے۔ پس تفہیمات الہیہ جلد ۲ صفحہ ۱۹۸ کا حوالہ جو دجا جلد کے ذکر پر مشتمل ہے۔ اس کا پیش کرنا مولوی لال حسین صاحب کو کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کا قول

ہمارے پمفلٹ میں لکھا گیا تھا کہ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں :-
 ”خاتم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کے بعد خاص
 متبعین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطور وراثت کمالات
 نبوت کا حاصل ہونا آپ کے خاتم الرسل ہونے کے معنائی نہیں۔
 یہ بات درست ہے۔ اس میں شک مت کرو“

(مکتوب ۱۲۲ ص ۳۳۳ مکتوب امام ربانی علیہ الرحمۃ)

کمالات نبوت میں مولوی لال حسین صاحب کے نزدیک نبوت شامل نہیں۔
 (حالانکہ نبوت بھی نبی کا ایک کمال ہے) اس لئے مولوی لال حسین صاحب
 مکتوب ۲۰۲ حصہ پنجم ص ۱۲۲ کی ایک عبارت کو اس سے جوڑ کر لکھتے ہیں :-

”مرزائیوں کو کون سمجھائے کہ حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے ارشاد

کے پیش نظر حساب میں آسانی، معمولی لغزشوں کی معافی،

درجات کی بلندی، ملائکہ سے ملاقات اور کثرت ظہور ثوارق

ایسے کمالات نبوت حضور علیہ السلام کے وسیلہ سے آنت

مخدیہ کے برگزیدہ افراد کو عطا کئے جاتے ہیں۔ یہ چند فضائل و

کمالات اجزائے نبوت ہیں۔ اور چند کمالات نبوت کے حصول

سے نبوت نہیں مل جاتی۔ شجاعت، سخاوت وغیرہ صفات

بھی کمالات نبوت ہیں۔ کیا ہر شجاع اور ہر سخاں نبی بن جاتا ہے؟“

مولوی لال حسین صاحب کی یہ تشریح ناقص ہے۔ کیونکہ مجدد صاحب تو اس جگہ فرماتے ہیں :-

”ارتفاع درجات و مراعات صحبت فرشتہ مرسل کہ از اکل و شرب پاک است و کثرت ظہور خوارق کہ مناسب مقام نبوت اند و امثال آل“

کہ ایسے لوگوں کے درجات بلند ہوتے ہیں۔ انہیں فرشتہ مرسل کی صحبت میسر آتی ہے جو کھانے پینے سے پاک ہیں۔ اور کثرت سے خوارق (معجزات) کا ظہور ہوتا ہے جو نبوت کے مقام کے مناسب ہیں

دیکھئے مولوی لال حسین صاحب! آپ کی پیش کردہ عبارت ہی بنا رہی ہے کہ ایسے برگزیدوں کو فرشتہ مرسل کی صحبت بھی میسر آتی ہے اور انہیں نبوت کے مقام کے مناسب معجزات بھی دیئے جاتے ہیں۔ اگر مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نبوت کا مقام نہ مل سکتا ہوتا تو مقام نبوت کے مطابق معجزات ملنے کا وہ کیسے ذکر فرماتے۔ پس دوسرے کمالات نبوت کے ذکر میں وہ مقام نبوت کے پانے کی بھی امید دلا رہے ہیں۔ وھذا هو المراد۔

بے شک یہ بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آدم سے شروع ہونے والے انبیاء کا آخر قرار دیتے ہیں۔ مگر غور تو کیجئے آدم علیہ السلام سے نبوت تشریح اور مستقلہ شروع ہوئی تھی۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریحی اور مستقل انبیاء کا آخری فرد ہوئے۔ اور مقام نبوت اب آپ کی پیروی کے بعد آپ کے توسط سے ہی بل سکتا ہے نہ کہ براہ راست اور مستقل طور پر۔

نواب صدیق حسن خان صاحب کا قول

ہمارے پمفلٹ میں حدیث لائیبی بعدی کی تشریح میں نواب صدیق حسن خان صاحب کا یہ قول پیش کیا گیا تھا :-

” لائیبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک اہل علم کے یہ ہیں کہ

میرے بعد کوئی نبی شرع ناسخ دینی پہلی شریعت منسوخ کر کے نئی

شریعت لے کر نہیں آئے گا “ (اقتراب الساعۃ ص ۱۶۲)

مولوی لال حسین صاحب لکھتے ہیں :-

” حضرت نواب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق انتہام ہے کہ وہ حضور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اجرائے نبوت کے قائل ہیں۔ ان کی

کسی کتاب میں اس خلاف اسلام نظریہ کا شائبہ تک نہیں۔ لائیبی

نبی بعدی کے مفہوم میں کوئی نبی شرع ناسخ لے کر نہیں آئیگا

اس لئے کہا گیا کہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد از نزول عیسیٰ شریعت لا کر

شریعت اسلامیہ کو منسوخ نہ کریں گے بلکہ خود اسی شریعت کی

متابعت کریں گے “

الجواب۔ ہمارے پمفلٹ میں کہاں لکھا ہے کہ نواب صاحب موصوفہ اجرائے

نبوت کے قائل ہیں؟ اس میں تو یہ بتایا گیا ہے کہ حدیث لائیبی بعدی

سے علماء کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ آپ کے بعد

کوئی نبی شریعت جدیدہ لے کر نہیں آئے گا۔ یہ قول دراصل حضرت الامام علی القاریؑ

کے ایک قول کا ترجمہ ہے۔ ان معنوں سے یہ ظاہر ہوا کہ حدیث لانسبی بعدی غیر تشریحی نبی کے آنے میں مانع نہیں۔ اور یہ بات مولوی لال حسین صاحب اپنے ٹریکٹ میں جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔ خود مان چکے ہیں۔ گو وہ اسے جزو نبوت قرار دیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ وہ نبوت نہیں۔

اگر اقرب الساعۃ میں حدیث لانسبی بعدی کی یہ تشریح بقول مولوی لال حسین صاحب حضرت عیسیٰ نبی المدی آمد کے پیش نظر ہے کہ وہ نئی شریعت لا کر شریعت اسلامید کو منسوخ نہ کریں گے۔ خود اسی شریعت کی متابعت کریں گے۔ تو ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ہیں اور نبی اللہ ہیں۔ اور شریعت محمدیہ کے تابع ہیں۔ تشریحی نبی نہیں کہ شریعت اسلامید کا کوئی حکم منسوخ کریں۔ بہارا اختلاف نواب صاحب وغیرہ سے صرف مسیح موعود کی شخصیت میں ہوا نہ کہ مسیح موعود کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نبی اور غیر تشریحی امتی نبی ہونے میں۔ اصولی طور پر تو مسیح موعود کی نبوت ہم دونوں میں مسلم ہوئی۔ کیونکہ ایسی نبوت اہل علم کے نزدیک لانسبی بعدی کی حدیث کے منافی نہیں۔

مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی کا قول

ہمارے پمفلٹ میں مولانا عبدالحی صاحب کا قول ان الفاظ میں پیش کیا گیا تھا۔

”بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بازمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے بعد کسی نبی کا آنا محال نہیں بلکہ نئی شریعت والا جہنم متنع ہے“

(دایع الوساوس فی انراہن عباس نیا ایشین ص ۱۶)

مولوی لال حسین صاحب اختر جواب میں لکھتے ہیں :-

”یہ نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے پیش نظر فرمایا ہے۔ حضرت مسیح مصلوٰہ
علیہ السلام کے بعد نازل ہوں گے۔ کوئی نئی شریعت نہ لائیں گے۔
حصنود ہی کی شریعت پر عمل پیرا ہوں گے“

الجواب۔ ہم بھی تو مسیح مصلوٰہ علیہ السلام کی نبوت کے ثبوت میں ہی ان کا یہ
قول پیش کر رہے ہیں۔ پس ان کے نزدیک خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد
مسیح مصلوٰہ کا غیر تشریحی نبی کی صورت میں آنا ہمیں اور آپ کو مسلم ہوا۔ اور مسیح مصلوٰہ
تبھی غیر تشریحی نبی کی صورت میں آسکتے ہیں جبکہ بعداً حضرت ایسے نبی کے آنے
کا امتناع نہ ہو۔ پس جس نبوت کا ادعا ان کے نزدیک کفر ہے جس کا ذکر مولوی
لال حسین صاحب نے فتویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی جلد ۱ صفحہ ۹۹ کے حوالہ سے کیا ہے
اس سے مراد ان کی تشریحی نبوت کا ادعا ہی ہوا۔ نہ کہ غیر تشریحی نبوت کا۔
حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی کی ایک اور عبارت بھی مذکورہ بالا حوالہ کی
تائید میں پیش خدمت ہے۔ آپ ”دافع الوسواس فی اثر ابن عباس“ میں
لکھتے ہیں :-

”علماء اہل سنت بھی اس امر کی تصریح کرتے ہیں کہ حضرت کے
عصر میں کوئی نبی صاحب شرع جدید نہیں ہو سکتا۔ اور نبوت
آپ کی تمام مکلفین کو شامل ہے اور جو نبی آپ کے ہم عصر ہوگا۔
وہ متبع شریعت محمدیہ ہوگا“

دافع الوسواس جلد ۱ نیا ایڈیشن و تحذیر الناس

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند کا قول

بہار کے پبلسٹ میں مولانا محمد قاسم صاحب کے دو قول پیش کئے گئے تھے :-
 ۱۔ شوعوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا
 یابیں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد
 اور آپ سب میں آخری ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہو گا کہ تقدیم اور
 تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقام مدح میں و لکن
 رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے

(تحذیر الناس ص ۲۰)

۲۔ ”اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی کوئی نبی پیدا
 ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئے گا“

(تحذیر الناس ص ۲۱)

مولوی لال حسین صاحب نے دشنام طرازی کرتے ہوئے یہ بتایا ہے کہ دوسری
 عہدت کا تعلق خاتمیت ذاتی سے ہے نہ کہ خاتمیت زمانی سے۔ اور مولانا محمد قاسم
 صاحب نالوثوی بموجب حدیث لانسبی بعدای وغیرہ خاتمیت زمانی کے قائل
 ہیں۔ اور اس کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور ”مناظرہ عجیبہ“ میں لکھتے ہیں :-
 ”اپنا دین و ایمان ہے۔ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور
 نبی کے ہونے کا احتمال نہیں۔ جو اس میں شامل کرنے اس کو

کافر سمجھتا ہوں“

الجواب :- مولانا محمد قاسم صاحب کی تحذیر الناس صفحہ ۳ کی عبارت اس بات کہ وہ مساجد سے پیش کر رہی ہے کہ خاتم النبیین کے معنی زمانہ کے لحاظ سے آخری نبی عوام کے معنی ہیں نہ کہ اہل فہم کے۔ اور عوام کے معنوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء پر کوئی فضیلت ذاتی ثابت نہیں ہوتی۔

دوسری عبارت خاتمیت محمدی سے متعلق ہے جو خاتمیت ذاتی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے۔ پس بالفرض نبی کا آنا نہ ان کے نزدیک خاتمیت ذاتی کے منافی ہے نہ خاتمیت زمانی کے۔ خاتمیت زمانی کا علماء کے نزدیک مفہوم یہی رہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی شرع مجدد نہیں لاسکتا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت ذاتی خود اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ کے بعد کوئی نئی شریعت نہ آئے کیونکہ آپ کے ذریعہ شریعت کی تکمیل ہو گئی ہے پس اب کسی نئی شریعت کا آنا خاتمیت ذاتی کے منافی ہوا۔ ان معنوں میں خاتمیت ذاتی خاتمیت زمانی کو مستلزم ہوئی۔ حضرت امام علی القاری رحمۃ اللہ علیہ صریحاً لای بعدی کی تشریح میں جس سے مولانا محمد قاسم صاحب نے خاتمیت زمانی کا استنباط فرمایا ہے لکھتے ہیں :-

لَا نَبِيَّ بَعْدِي مَعْنَاكَ جَعَلَهُ الْعُلَمَاءُ لَا يَجْدُونَ بَعْدِي
شَيْئًا يَشْرَعُ بِنَسْبِ شَرِيعَةٍ (الاشارة في اشراف السلف)

یہ لای بعدی کی حدیث آئی ہے جس کے معنی علماء کے نزدیک یہ ہیں کہ کوئی نبی ناسخ شریعت پیدا نہیں ہوگا۔

پس مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک خاتمیت زمانی علی الاطلاق نہیں بلکہ جس طرح علماء

کے نزدیک محدود صورت میں تسلیم کی گئی ہے۔ وہ بھی اسے محدود صورت میں سمجھتے ہیں۔ پیناچہ خود مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی "مناظرہ عجیبہ" میں بحث کرتے ہوئے مولوی عبدالعزیز صاحب کو جس نے آپ کو منکرِ شتم نبوت کہا تھا۔ لکھتے ہیں :-

"غرض خاتمیتِ زمانی سے یہ ہے کہ دینِ محمدی بعد ظہورِ منسوخ نہ ہو علومِ نبوت اپنی انتہا کو پہنچ جائیں۔ کسی اور نبی کے دین یا علم کی طرف پھر بنی آدم کو احتیاج باقی نہ رہے" (مناظرہ عجیبہ ص ۱۱۱) پس ان کے نزدیک خاتمیتِ زمانی کے لحاظ سے وہ مدعی نبوت کا قہر ہوگا۔ جو دینِ محمدی کو منسوخ قرار دے اور نیا علم لانے کا مدعی ہو۔ پھر وہ صفحہ ۲۰ پر مولوی عبدالعزیز صاحب کو یہ بھی لکھتے ہیں :-

"آپ خاتمیتِ مرتبی مانتے ہی نہیں (خاتمیتِ ذاتی کو ناقل) خاتمیتِ زمانی ہی آپ تسلیم کرتے ہیں۔ خیر اگرچہ اس میں درپردہ انکارِ نصیحتِ تامہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم لازم آتا ہے لیکن خاتمیتِ زمانی کو آپ امتناع نہیں کر سکتے جتنا ہم نے خاتمیتِ مرتبی کو عام کر دیا تھا"

صاف ظاہر ہے کہ مولانا محمد قاسم صاحب کے نزدیک خاتمیتِ ذاتی وسیع مفہوم رکھتی ہے اور خاتمیتِ زمانی اس کے بالمقابل محدود مفہوم رکھتی ہے۔ یہ خاتمیتِ ذاتی یا مرتبی کی طرح وسعت نہیں رکھتی۔ مولانا محمد قاسم صاحب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتمیتِ ذاتی کے لحاظ سے اول الانبیاء و سار دینے کے بعد آپ کی

تصدیق کی غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے لکھتے ہیں :-

”بعد زوال حضرت عیسیٰ کا آپ کی شریعت پر عمل کرنا اسی بات پر
مبنی ہے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ارشاد عَلِمْتُ

عِلْمَهُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ بِشَرْطِ فِہِمْ اِسْمِ جَانِبِ مُشْرِئِہِ
(تختہ نیا للناس ص ۱۷)

پس جب حضرت عیسیٰ نبی اللہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے آنا
اُن کے نزدیک خاتمتِ زمانی کے بھی منافی نہیں جیسا کہ خاتمتِ ذاتی کے منافی
نہیں۔ کیونکہ اُن کی آمد آپ کے نزدیک نئی شریعت اور نئے دین کی حامل نہیں
ہوگی۔ تو اس سے صاف ظاہر ہوا کہ ایسی تابع نبوت جس کے لئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کا اتنی ہونا لازم ہو اور اس طرح وہ نبوت کسی نئے علم دین و شریعت جدیدہ
کی حامل نہ ہو بلکہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اور تجدید اسلام اصلاح
خلق اور اشاعتِ اسلام اس کی غرض ہو۔ وہ مولوی محمد قاسم صاحب کے نزدیک
خاتمتِ زمانی کی غرض کے خلاف نہ ہونے کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی خاتمتِ زمانی کے خلاف نہیں۔ گو وہ عقیدتاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہجر
عیسیٰ علیہ السلام کے کسی اور نبی کی آمد کے قائل نہ ہوں۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ
کا دعویٰ بھی تو مسیح موعود کا ہی ہے۔ پس ہمارا مولوی محمد قاسم صاحب ناٹو تو
سے صرف مسیح موعود کی شخصیت میں اختلاف ہوا۔ ورنہ مسیح موعود کو وہ بھی غیر تشریحی
نبی مانتے ہیں اور ہم بھی غیر تشریحی نبی مانتے ہیں۔ پس ہم دونوں کے نزدیک مسیح موعود
کی نبوت غیر تشریحی تابع شریعتِ محمدیہ ہونے کی وجہ سے منافی خاتمتِ زمانی نہیں

کیونکہ ایسے نبی کے لئے امتی ہونا اور امتی رہنا لازم ہے۔

امام علی القاری علیہ الرحمۃ کا قول

”ہمارے ٹیکٹ میں حضرت امام علی القاری کا قول یوں پیش کیا گیا تھا :-
 ”اگر صاحبزادہ ابراہیم زندہ رہتے اور نبی ہو جاتے اور اسی طرح حضرت عمر
 نبی بن جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع یا امتی نبی ہوتے جیسے
 عیسیٰ خضر اور الیاس علیہم السلام ہیں۔ یہ صورت خاتم النبیین کے خلاف
 نہیں ہے کیونکہ خاتم النبیین کے تو یہ معنی ہیں کہ اب آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بعد ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے
 اور آپ کا امتی نہ ہو“ (موضوعات کبیرہ ص ۵۸-۵۹)

یہ عبارت امام علی القاری نے حدیث ”لَوْ نَشِئُ (ابراہیم) لَكَانَ صِدْقًا نَبِيًّا
 (ابن ماجہ جلد اول صفحہ ۲۳۷ کتاب الجنائز) کی تشریح میں درج کی ہے۔ اس حدیث
 پر بحث ہم شروع میں کر آئے ہیں۔ مولوی لال حسین صاحب اس حدیث کو ضعیف
 قرار دیتے ہیں۔ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ امام علی القاری اس حدیث کو تین طریقوں سے
 مروی ہونے کی وجہ سے قوت یافتہ قرار دیتے ہیں بلکہ اُسے پورے حدیث لو کان موصی حیاً
 كما وَسِعَتْهُ اِلَّا تَبَاحِي كَسْ مضمون سے بھی قوت پانے والی قرار دیتے ہیں۔ اسی لئے
 انہوں نے اس کی وہ تشریح فرمائی ہے جو ان کے اُوپر کے الفاظ میں درج ہے۔

مولوی لال حسین صاحب اختر لکھتے ہیں :-

”حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مندرجہ بالا عبارت کی تشریح کرتے ہیں۔“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی کیونکہ آپ پہلے نبیوں کے ختم کر دیے ہیں۔ اگر آپ کے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو حضرت علیؑ نبی ہوتے اور یہ حدیث اور اسی طرح وہ حدیث جو صراحت کے ساتھ حضرت عمرؓ کے بارے میں آئی ہے خاتم النبیین کی آیت کے منافی نہیں کیونکہ یہ حکم فرضی اور تقدیری طور پر ہے۔ گویا یہ کہا گیا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی تصور کیا جاسکتا تو میرے فلاں فلاں صحابی نبی ہوتے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں بن سکتا اور یہی معنی ہے اس حدیث کا کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔

صفحہ ۲۰

الجواب۔ یہ عبارت ہماری طرف سے ”موضوعات کبیر“ سے پیش کردہ عبارت کی تشریح ہرگز نہیں ہے بلکہ مرقاة کی اس عبارت میں حدیث لو عاش ابراہیم لکان صدیقاً نبیاً کی ایک اور رنگ میں توجیہ پیش کی گئی ہے جس کا ذکر خود موضوعات میں بھی موجود ہے۔ ہم نے جو حوالہ پیش کیا تھا وہ حدیث لو عاش ابراہیم کی ایک دوسری توجیہ کے بیان میں ہے۔

مولوی لال حسین اختر نے اپنی پیش کردہ عربی عبارت میں دو جگہ غلط

لَا يَخْدُثُ بَعْدَهُ نَبِيٌّ
لِأَنَّ خَاتَمَ النَّبِيِّينَ الْمَسْلُوبِينَ
وَفِيهِ إِيمَانٌ إِلَى أَنَّهُ لَوْ كَانَ
بَعْدَهُ نَبِيٌّ لَكَانَ عَلِيٌّ وَ
هُوَ لَا يَنَافِي مَا وَدِدَ فِي حَقِّ
عُمَرَ صَرِيحًا. لِأَنَّ الْحُكْمَ
فِرْضِيٌّ فَكَانَتْهُ قَالَ لَوْ
تُصَوِّرَ بَعْدِي لَكَانَ
جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِي
أَنْبِيَاءَ وَلَكِنْ لَا نَبِيَّ بَعْدِي
وَهَذَا مَعْنَى قَوْلِهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ
لَكَانَ نَبِيًّا.

اعراب بھی دیئے ہیں اور دانستہ ایک جگہ ترجمہ بھی چھوڑ دیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے فیہ
ایمان کا ترجمہ چھوڑ دیا ہے۔ یہ انہوں نے نادانستہ نہیں کیا۔ کیونکہ اگر وہ اس
عبارت کا ترجمہ کرتے ہوئے فیہ ایمان (اس میں اشارہ ہے) کا ترجمہ کر دیتے
تو پھر ظاہر ہو جاتا کہ یہ عبارت وہ اوصوری پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے پروردگار
کے خوف سے انہوں نے فیہ ایمان کا ترجمہ حذف کر دیا۔

اصل بات یہ ہے کہ فیہ ایمان میں فیہ کی ضمیر کا مرجع حدیث الّا
ترضی یا علی انت صحتی پسند لہ ہارون من موسیٰ الّا انت لا نبی
بعدی کا فقرہ لا نبی بعدی ہے۔ اور امام موصوف اس جگہ مرقاة شرح
مشکوٰۃ میں ان لوگوں کی تردید کر رہے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ بعد نزول صتر
عیسیٰ علیہ السلام حدیث ہذا کے الفاظ لا نبی بعدی کی وجہ سے نبی نہیں ہوں گے
بلکہ محض امتی ہوں گے۔ امام علی القاری اس خیال کی تردید میں فرماتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ کے نبی ہونے اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے تابع ہونے میں کوئی منافات نہیں۔ اس
صورت میں کہ وہ آپ کی شریعت کے احکام بیان کریں
اور اس شریعت کی طرفت کو بختہ کریں۔ خواہ وہ اپنی
دھی سے ایسا کریں جیسا کہ اس کی طرف حدیث لہ
کان موسیٰ الخ (اگر موسیٰ زندہ ہوتے۔ تو
انہیں میری پیروی کے سوا کوئی چارہ نہ
ہوتا) اشارہ کر رہی ہے۔ مراد

لَا مَنَافَاةَ بَيْنَ أَنْ يَكُونَ
نَبِيًّا وَ يَكُونَ تَابِعًا لِلنَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي
بَيَانِ أَحْكَامِ شَرِيعَتِهِ وَأَمَّا
طَرِيقَتِهِ وَ كَوْنِ بِالْوَحْيِ
إِلَيْهِ كَمَا يُتَشِيرُ
إِلَيْهِ قَوْلُهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ مُوسَى حَيًّا

لَمَّا وَسِعَتْهُ إِلَّا انْتَبَاهِي
 أَيَّ مَحْ وَصَفِ النَّبِيَّةِ
 وَالرِّسَالَةَ وَ إِلَّا فَمَسَحَ
 سَلْبَهُمَا لَا يُفِيدُ زِيَادَةَ
 الْمَرْيَةِ

یہ ہے کہ مومنوں کی وصف نبوت و رسالت کے
 ساتھ زندہ ہوتے ورنہ نبوت و رسالت کے
 چھن جانے کے ساتھ ان کا تابع ہونا آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو کوئی فائدہ
 نہیں دیتا (مرقاۃ جلد ۵ صفحہ ۵۶۷)

اس عبارت سے ظاہر ہے امام صاحب موصوفت کے نزدیک حدیث لائیبی
 بعد ہی امتی نبی کے آنے میں مانع نہیں ورنہ ان کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام
 بھی بعد از نزول نبی نہ ہو سکتے۔ اوپر کی عبارت کے بعد وہ عبارت شروع ہوتی ہے
 ہو مولوی لال حسین صاحب نے درج کی ہے۔ اس کے پہلے فقرہ (لا یجدت بعد نبی
 لائیبی خاتم النبیین السابقین) سے امام علی القاریؒ یہ بتا رہے ہیں کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی مستقل اور شارع نبی پیدا نہیں کیا جائے گا کیونکہ دلیل
 اس کی یہ دی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انبیائے سابقین کے خاتم ہیں۔ خاتم
 النبیین کے ساتھ السابقین (پہلے) کا لفظ اس بات کے لئے قطعی قرینہ ہے کہ
 اس جگہ وہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ حدیث لائیبی بعد ہی کی رو سے آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم کے بعد کوئی نئی شریعت لائیبی الایا یا مستقل نبی نہیں آسکتا کیونکہ انبیائے
 سابقین تشریحی یا مستقل نبی تھے۔

ایک دوسرے مقام پر وہ تصریح سے یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث لائیبی
 بعد ہی کے یہ معنی ہیں کہ کوئی ناسخ شریعت نبی پیدا نہیں ہوگا چنانچہ الاشعری
 فی اشرط الساعۃ میں ان کا یہ قول یوں درج ہے :-

”وَدَدَ لَانَسَبِيَّ بَعْدِي وَمَعْنَاهُ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ لَا يَحْدُثُ
بَعْدَهُ نَسَبٌ يَسْتَرْجِمُ يَنْسَخُهُ“ (ص ۲۲۶)

ترجمہ :- حدیث میں لانسبی بعدی آیا ہے اور علماء کے نزدیک
اس کے یہ معنی ہیں کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی پیدا نہیں ہوگا جو
آپ کی شریعت کا نسخہ ہو۔

اسی کا ترجمہ ”اقتراب الساعة“ میں یوں درج ہے :-

” لانسبی بعدی آیا ہے جس کے معنی نزدیک الہی علم کے یہ
ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی شرعِ ناسخ لے کر نہیں آئے گا “

(اقتراب الساعة صفحہ ۱۴۲)

اب ذرا لانسبی بعدی کی حدیث کے یہ معنی ذہن میں رکھئے اور فیہ
ایماء سے لے کر آخر تک مولوی لال حسین کی پیش کردہ مرقاة کی عبارت پڑھ جائیے
توصافِ ظاہر ہوگا کہ امام علی القاری علیہ الرحمہ حضرت علی کے متعلق حدیث کے
ایماز و لو کان بعدہ نسی لہکان علی اور حضرت عمر کے متعلق صریح حدیث
لو کان بعدی نسی لکان عماما میں فرضی حکم قرار دے کر اور تشریحی نبوت
مراد لے کر ایسی نبوت کو لانسبی بعدی کی حدیث کے منافی قرار دے رہے
ہیں۔ اسی طرح حدیث لو قماش ابراہیم لو کان صدیقاً یسیتا میں بھی
فرضی اور تقدیری حکم قرار دے کر اور تشریحی نبوت مراد لے کر بنا رہے ہیں۔ کہ
اگر صاحبزادہ ابراہیم نبی ہو جاتے تو وہ شارع نبی ہوتے مگر ایسا نبی ہونا حدیث
لانسبی بعدی کے خلاف ہے پس اس جگہ لو قماش ابراہیم لہکان

نبیؐ کی تشریح میں نبی سے مراد تشریحی نبی لے کر ان کے نبی ہوجانے کو مستنح قرار دیا گیا ہے۔ اگر حدیث ہذا میں نبی سے مراد تشریحی نبی لیا جائے تو ہم بھی مانتے ہیں کہ ان کا اس صورت میں نبی ہوجانا واقعی حدیث لانہی بعدی کے خلاف ہوتا۔ یہ تو بہتہ موضوعات کبیر میں بھی درج ہے مگر ہم نے اپنے پمفلٹ میں اس حدیث کی دوسری توجیہ درج کی تھی جو انہوں نے موضوعات کبیر میں ان الفاظ میں لکھی ہے۔

”لَوْ عَانَشَ إِبْرَاهِيمُ وَصَادَ نَبِيًّا كَذَا لَوْ صَادَ عَمْرًا نَبِيًّا
لَكَانَ مِنْ أَتْبَاعِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيسَى وَخُضْرٍ وَآلِيَّاسَ“

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۸)

اگر ابراہیم زندہ رہتے تو نبی ہوجاتے اور اسی طرح حضرت عمرؓ نبی ہو جاتے تو وہ دو نواب کے متبعین ہیں سے ہوتے جیسا کہ عیسیٰ، خضر اور الیاس آنحضرتؐ کے متبع سمجھے جاتے ہیں۔

پھر اس سوال کو ملحوظ رکھ کر کہ اگر یہ نبی ہو جاتے تو آیا ان کا نبی ہوجانا خدا تعالیٰ کے قول خاتم النبیین کے خلاف نہ ہوتا تو اس کا یہ جواب دیا ہے۔

”فَلَا يَتَأْتِي قَوْلُهُ تَعَالَى خَاتَمَ النَّبِيِّينَ إِذَا الْمَعْنَى أَنَّهُ
لَا يَأْتِي نَبِيٌّ بَعْدَهُ لَا يَشْبَهُهُ مِلَّتَهُ وَ لَمْ يَكُنْ
مِثْلَ أُمَّتِهِ“

(موضوعات کبیر صفحہ ۵۹)

یعنی زندہ رہنے کی صورت میں ان کا نبی ہوجانا خدا کے قول خاتم النبیین کے اس لئے خلاف نہ ہوتا کہ خاتم

النبیین کے یہ معنی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا نبی نہیں آسکتا جو آپ کی شریعت کو منسوخ کرے اور آپ کی امت میں سے نہ ہو۔

پس ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس دوسری توجیہ کے لحاظ سے حدیث ہذا امتی نبی کی آمد کے امکان کے خلاف نہیں۔ کیونکہ اس توجیہ سے امتی نبی کا اہمانہ آیت خاتم النبیین کے خلاف ہے اور نہ حدیث لابی بعدی کے۔ کیونکہ یہ آیت اور حدیث ان کے نزدیک صرف تشریحی اور مستقل نبی کی آمد میں مانع ہے امتی نبی کی آمد میں مانع نہیں خواہ امام علی القاری بحجرت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کسی امتی نبی کا آنا مانتے ہوں یا نہ مانتے ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی بھی ان کے نزدیک اسی وجہ سے ممکن ہے کہ وہ تابع شریعت محمدیہ ہوں گے نہ کہ شارع اور مستقل بالفعل نبی۔

پھر مولوی لالی حسین صاحب اختر نے امام علی القاریؒ کا ایک قول یوں نقل کیا ہے۔

”دَعْوَى اللَّهِ بِبُحْبُوحَةٍ بَعْدَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
كُفْرًا بِالْإِسْلَامِ“ (مشرح فقہ اکبر ص ۱۸۱)

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دعویٰ اجماعی طور پر کفر ہے۔

حضرت امام علی القاریؒ کے اس قول میں اوپر کے اقوال کی روشنی میں دعویٰ نبوت تشریحی و مستقلہ ہی مراد ہے اور ایسا دعویٰ یقیناً کفر ہے۔ اسی

لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعد از نزول وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تابع امتی نبی مانتے ہیں۔

پس اس قول میں علی الاطلاق دعویٰ نبوت کو کفر باجماع امت قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ امت کی اکثریت مسیح موعود کے نبی اللہ ہونے پر یقین رکھتی ہے۔ اور حدیث سَمِکُونُ فِيْ اُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كَلْعَمَ بِنِعْمِ اَنْهٖ نَبِيًّا وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ میں ان علماء کی تشریح کے لحاظ سے ایسے دعویٰ نبوت کو ہی آیت خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ جو تشریحی یا مستقلہ نبوت کا دعویٰ ہو۔ اس حدیث میں خالی نبی کا دعویٰ کرنے والوں کو کذاب و مجال قرار دیا گیا ہے نہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع امتی نبوت کا دعویٰ کرنے والوں کو۔ اور یہ حقیقت ہے کہ جتنے مجال کذاب دعویٰ نبوت امت میں گزرے ہیں ان میں سے کسی نے بھی امتی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ چونکہ امتی نبوت کا ہے۔ اور ساری امت مسیح موعود کو امتی نبی مانتی آئی ہے۔ اس لئے یہ دعویٰ اس حدیث کے خلاف نہیں۔ اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں :-

” یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت کس قدر حماقت اور کس قدر حق سے خروج ہے۔ اے نادانوں!

میری مراد نبوت سے یہ نہیں ہے کہ میں فتوحاً باللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل پر کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی شریعت لایا ہوں۔ صرف مراد میری نبوت سے کثرت مکالمات و مخاطبت الہیہ ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے حاصل ہے۔ سو مکالمہ مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ پس یہ صرف لفظی نزاع ہوئی۔ یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ مخاطبہ رکھتے ہیں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الہی نبوت رکھتا ہوں۔ **وَإِكْفَالٌ أَنْ يَصْطَلِحَ** (تمہ "حقیقۃ الوحی ص ۱۰۰)

علامہ حکیم صوفی محمد حسین صاحب مصنف "غایۃ البرہان" تحریر فرماتے ہیں :-

"الغرض اصطلاح میں نبوت خصوصیت الہیہ خبر دینے سے عبارت ہے۔ وہ دو قسم پر ہے۔ ایک نبوت تشریحی جو ختم ہو گئی۔ دوسری نبوت بمعنی خبر دادن ہے۔ وہ غیر ختمی ہے پس اس کو مبشرات کہتے ہیں۔ اپنے اقسام کے ساتھ اس میں رؤیا بھی ہیں۔" (کواکب الدریر صفحہ ۲۴ - ۱۲۸)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ نبوت مبشرات دالی غیر تشریحی امتی نبوت کا ہی ہے نہ کہ تشریحی یا مستقلہ نبوت کا۔ اور مسیح موعود کو امتی محمدیہ اور خود مولوی لال حسین صاحب

نبی اللہ مانتے ہیں۔ پس اب ہم میں اور مولوی لال حسین صاحب کے درمیان
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک امتی نبی کی آمد پر اتفاق ثابت ہوا۔
 اور اختلاف صرف شخصیت کی تعیین میں ہوا۔ اگر وفات مسیح کا مسئلہ قرآن و
 حدیث سے حل ہو جائے تو تمام نزاع دُور ہو جاتا ہے کہ امت محمدیہ کے
 مسیح موعود نبی اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں یا امت محمدیہ کا کوئی فرد
 ہے جو امتی نبی ہونے والا تھا جسے بطور استعارہ عیسیٰ ابن مریم کا نام دیا گیا
 ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو سوچنے اور غور کرنے کا موقعہ دے اور اپنے فضل
 سے ان کی رہنمائی فرمائے۔ اللہم آمین۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب کفایۃ
فیصلہ کن حدیث قدسی البیاب فی خصائص الحبیب المحرروف

بالخصائص الکبریٰ میں ایک حدیث قدسی لائے ہیں جو اس بات میں فیصلہ کن
 ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں نبی ہوگا۔ حدیث ہذا یوں
 یوں وارد ہے :-

”وَأَخْرَجَ أَبُو عَيْمٍ فِي الْجَلْبَةِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
 أَوْحَى اللَّهُ إِلَى مُوسَى نَبِيِّ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَنَّكَ مِنْ لِقَائِي وَهُوَ
 جَاهِدٌ بِأَحْمَدٍ أَخْلَتُهُ النَّارُ قَالَ يَا رَبِّ وَمَنْ أَحْمَدُ قَالَ مَا
 خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْهُ كَتَبْتُ اسْمَهُ مَعَ اسْمِي فِي الْعَرْشِ
 قَبْلَ أَنْ أَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ - إِنَّ الْجَنَّةَ مُحَرَّمَةٌ عَلَيَّ
 جَبِينِ خَلْقِي حَتَّى يَدْخُلَهَا وَ أُمَّتُهُ - قَالَ وَمَنْ أُمَّتُهُ - قَالَ

الْحَمْدُ وَالْإِخْلَاقُ يَحْمَدُونَ صَحُودًا وَهَبُوطًا وَعَلَى كَسَلٍ حَالٍ
يَشْدُونَ أَدْسَانَهُمْ وَيُطَهِّسُونَ أَطْرَافَهُمْ صَائِمُونَ بِالنَّهَارِ
رُهْبَانٌ بِاللَّيْلِ. أَقْبَلُ مِنْهُمْ الْيَسِيرَ وَأَدْخُلُهُمُ الْجَنَّةَ
بِشَهَادَةٍ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ. قَالَ اجْعَلْنِي نَبِيَّ تِلْكَ
الْأُمَّةِ قَالَ نَبِيِّهَا مِنْهَا. قَالَ اجْعَلْنِي مِنْ أُمَّةِ ذَلِكَ
النَّبِيِّ قَالَ اسْتَمَدَمْتَ وَاسْتَأْخَرَ وَاجْعَلْ سَلْجَمَ بَيْنَكَ
وَبَيْنَهُ فِي دَارِ الْجَلَالِ

(المختصر الكبير جلد اول ص ۱۲ مطبوعہ دارالافتاء دارالحدیث آباد دکن)

ترجمہ: ابو نعیم نے اپنی کتاب علیہ میں حضرت انسؓ سے تخریج کی ہے
حضرت انسؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ خدا نے
بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ کو وحی کی کہ جو شخص مجھ کو ایسی حالت میں
پلے گا کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا منکر ہوگا تو میں اس کو
دورخ میں داخل کروں گا خواہ کوئی ہو۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض
کیا۔ احمد کون ہیں؟ ارشاد ہوا۔ میں نے کوئی مخلوق ایسی پیدا
نہیں کی جو ان (احمد) سے زیادہ میرے نزدیک مکرم ہو۔ میں نے
عرش پر اس کا نام اپنے نام کے ساتھ زمین و آسمان کے پیدا
کرنے سے بھی پہلے لکھا ہے۔ بیشک جنت میری تمام مخلوق پر حرام
ہے جب تک وہ نبی اور ان کی امت جنت میں داخل نہ ہوں۔
موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ آپ کی امت کون لوگ ہیں؟ ارشاد

باری ہوا۔ وہ بہت حمد کرنے والے ہیں۔ پڑھائی اور اُترائی میں حمد
 کریں گے۔ اپنی کمزریاں باندھیں گے اور اپنے اطراف (اعضاء) پاک
 رکھیں گے۔ دن کو روزہ رکھیں گے اور رات کو تارکب و نیا۔ میں اُن
 کا تھوڑا عمل بھی قبول کروں گا۔ اور انہیں کلمہ لا الہ الا اللہ کی شہادت
 سے جنت میں داخل کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا مجھ کو اُس
 اُمت کا نبی بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا۔ اِس اُمت کا نبی
 اِس اُمت میں سے ہوگا۔ عرض کیا مجھ کو اُن (احمد) کی اُمت
 میں سے بنا دیجئے۔ ارشاد ہوا۔ تم پہلے ہو گئے وہ پیچھے ہوں گے۔

البتہ تم کو اور ان کو دارالجلال (جنت) میں جمع کر دوں گا۔

اس حدیث کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی اصحاب حضرت موسیٰ علیہ السلام
 کی طرح اس اُمت میں نہیں آسکتے۔ کیونکہ اس حدیث کے رو سے نبی اُمت
 میں سے ہی آسکتا ہے۔ پس حدیثوں کا موعود عیسیٰ نبی اللہ اس اُمت میں سے
 ہی ایک فرد نبی اللہ بننے والا تھا۔ اور انقطاع نبوت کے معنوں پر مشتمل
 احادیث کا مطلب صرف یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے
 باہر اب کوئی شخص مقام نبوت نہیں پاسکتا۔ فتد بوا یا اولی الالباب۔
 وَ اٰخِرُ دَعْوَانَا اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

ضمیمہ اسلام آباد
 ریو

عبد شاہ محمد
 کاتب ریو